اِلحادْ

وسائل وخطرات

اس سے بچاؤ اور احتیاطی تدابیر

مؤلف

د/ صالح بن عبد العزیز سندی

استاذ عقیدہ جامعہ اسلامیہ مدینہ

مترجم

ڈاکٹر اجمل منظور مدنی

وليس يصح في الأذهان شيء　　　إذا احتاج النهار إلى دليل

اگر روز روشن کو بھی کسی دلیل کا محتاج ہونا پڑے تو پھر اذہان وقلوب میں کوئی چیز صحیح ہو ہی نہیں سکتی

الحاد

وسائل وخطرات

اس سے بچاؤ اور احتیاطی تدابیر

تالیف:

د/ صالح بن عبد العزیز سندی

استاذ عقیدہ جامعہ اسلامیہ مدینہ

مترجم:

ڈاکٹر اجمل منظور مدنی

عرضِ مترجم

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ،

حمد وثناء کے بعد:

عصرِ حاضر میں مسلم معاشروں کو نظریہ الحاد کا فکری چیلنج درپیش ہے، الحادی فکر کا مقابلہ کرنے کے لیے اور مسلم معاشروں کو اس سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس نظریئے کا عمیق مطالعہ کیا جائے، اسے سمجھ کر مدلّل انداز اپناتے ہوئے نظریاتی میدان میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی جائے اور ساتھ ہی اسلامی تناظر میں اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے تجاویز پیش کی جائیں۔

ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے، اس کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ ملحدین وہ ہیں جو دین پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسی طرح الحاد ایسا عقیدہ اور فکر ہے جس میں کسی خدا کا تصور موجود نہ ہو۔ اس رسالے کے اندر تینوں مفاہیم کے ملحدین کا ذکر موجود ہے۔

الحادی فلسفہ کوئی نیا نہیں ہے، اس کی تاریخ بہت پرانی ہے، نمرود کا ابراہیمؑ کے سامنے اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ کا دعویٰ اور فرعون کا اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی کا نعرہ بھی دراصل نظریہ الحاد کی سوچ کو تقویت دیتا ہے۔ قرآن میں الحاد کی طرف اس طرح اشارہ کیا گیا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا﴾ ترجمہ: جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے کچھ چھپے ہوئے نہیں ہیں۔

پہلے زمانے میں مذہب کے مقابلے میں الحاد و دہریت کا پھیلاؤ اس لیے بھی کم رہا کہ انبیاء کرامؑ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی تبلیغ کیا کرتے تھے، جب کہ ملحد الحاد کے کبھی داعی نہیں رہے، اسی لیے ایک جانب

توحید کے دعوے دار تھے اور دوسری جانب کسی نہ کسی صورت میں شرک پر عمل پیرا تھے۔

الحاد کو باقاعدہ نظریہ کے طور پر شناخت سترہویں صدی میں ملی، سترہویں صدی عیسوی سے قبل سائنس کی تحقیق کا مقصد تحقیق کائنات تھا لیکن سترہویں صدی عیسوی کے بعد سائنس کا مقصد تسخیر کائنات بن گیا، حقیقت اعلیٰ کی تلاش ختم ہوگئی کیونکہ نفس انسانی کو ہی اصل حقیقت قرار دیا گیا، لہٰذا فلسفہ جدید میں سب سے بڑی حقیقت یعنی اقتدارِ اعلیٰ کوئی اعلی مافوق الفطرت ہستی نہیں بلکہ انسان ہی کو سمجھ لیا گیا۔" کانٹ کی دلیل یہ تھی کہ میں سوچ سکتا ہوں اس لیے میں ہوں۔ اس نے کہا کہ کائنات میں صرف میرا وجود یقینی ہے اس کے علاوہ جو میں دیکھ رہا ہوں، ہوسکتا ہے وہ خواب ہو مگر یہ طے ہے کہ میں خود تو موجود ہوں جو یہ خواب دیکھ رہا ہے"۔

اٹھارویں صدی میں الحادی نظریے کو اُس وقت عروج ملنا شروع ہوا جب یورپ میں مذہب کی مخالفت میں اضافہ ہوا اور سیاسی طور پر بھی مذہب مخالف سوچ نے زور پکڑا، لیکن انیسویں صدی میں جب چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو قبولِ عام حاصل ہوا تو گویا الحاد نے ایک مذہب کی صورت اختیار کر لی، جس کا راہنما ڈارون تھا اور اس کا نظریہ اس مذہب کی مقدس کتاب قرار پائی، بس پھر اس صدی میں الحاد کی ترویج شروع ہوئی اور اس کے عالمگیری اثرات سے بشمول اسلامی معاشروں کے پوری دنیا متاثر ہوئی۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء میں الحاد کے نظریاتی اور فلسفیانہ پہلو اہم تھے جس نے خصوصاً الہامی ادیان کے وہ عقائد جن پر ان ادیان کی اساس تھی یعنی وجود باری تعالیٰ، رسالت اور تصور آخرت پر حملہ کیا۔

انیسویں صدی میں الحاد مزید پھیلا۔ بڑے بڑے ملحد مفکرین جیسے مارکس، اینجلز، نٹشے، ڈرخم اور فرائڈ نے سائنس اور فلسفے کی مختلف شاخوں کے علم کو الحادی بنیادوں پر منظم کیا۔ ان میں سے مارکس اور اینجلز ماہر معاشیات (Economists)، نٹشے ماہر فلسفہ (Philosopher)، ڈرخم ماہر عمرانیات (Sociologist) اور فرائڈ ماہر نفسیات (Psychologist) تھے۔

الحاد کو سب سے زیادہ مدد ماہر حیاتیات (Biologist) چارلس ڈارون سے ملی جس نے تخلیق کائنات کے نظریے کو رد کر کے اس کے برعکس ارتقا (Evolution) کا نظریہ پیش کیا۔ ڈارون نے اس سائنسی سوال کا جواب دے دیا تھا جس نے صدیوں سے ملحدین کو پریشان کر رکھا تھا۔ وہ سوال یہ تھا کہ ''انسان اور جان دار اشیا کس طرح وجود میں آتی ہیں؟'' اس نظریے کے نتیجے میں بہت سے لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ فطرت میں ایسا آٹو میٹک نظام موجود ہے جس کے نتیجے میں بے جان مادہ حرکت پذیر ہو کر اربوں کی تعداد میں موجود جان دار اشیا کی صورت اختیار کرتا ہے''۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بے جان مادہ کو حرکت دینے والی ایک ذات موجود ہے اور وہی ذات خالق کائنات ہے، پہلی جاندار اشیاء اور پہلے انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا۔

خدا کے تصور کے منکر سائنسدانوں میں ایک بڑا نام اسٹیفن ہاکنگ کا ہے، 1942ء میں انگلینڈ میں پیدا ہونے والے اسٹیفن کو سائنس کی دنیا میں انفرادیت حاصل تھی اور اس انفرادیت کی وجہ اس کی فالج کی بیماری تھی جس کے سبب اس کا جسم اور قوت گویائی بھی ساتھ چھوڑ گئی تھی لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی آنکھوں اور پلکوں کی مدد سے کمپیوٹر کو استعمال کرتے ہوئے سائنسی تصورات پیش کرتا رہا۔ پروفیسر محمد رفعت، اسٹیفن ہاکنگ کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تخلیق کائنات کے تصور کے بعد اسٹیفن ہاکنگ خدا کے بارے میں گفتگو کرتا ہے کہ ہمیں خدا کے تصور کی ضرورت اس وقت تھی جب سائنس نے ترقی نہیں کی تھی اور ہم کائنات کی توجیہ کے لیے خدا کے تصور کا سہارا لیتے تھے، اب ہم سائنس کے نظریات وحقائق کو جانتے ہیں اس لیے ہمیں خدا کے تصور کی ضرورت نہیں ہے''۔

یہ خدا کو محض سائنس تک ہی محدود کرتا ہے کہ اب چونکہ سائنس کے میدان میں خدا کی ضرورت نہیں لہٰذا خدا کے تصور کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ خود اس کی غیر معمولی بیماری میں اس کا غیر معمولی کام خود اس بات کی شہادت کے لیے کافی تھا کہ پہلے صحت بھی خدا کی دی ہوئی تو اور خدا نے جب چاہا لے لی اور پھر

اس مرض میں یہ صلاحیت بھی خدا کی دی ہوئی تھی۔

زمانہ جدید نے کائنات کی جو توجیہ کی وہ خدا کے تصور سے خالی ہے، اس نے کہا اس کائنات کا کوئی خالق ہے نہ مالک، یہ محض مادہ کا ظہور ہے، مادہ ہی اس کا خالق ہے، مادہ ہی نے اتفاق سے ایک نا معلوم عرصے میں مختلف سیاروں اور ستاروں کی شکل اختیار کرلی، اسی میں یہ ہمارا نظامِ شمسی بھی داخل ہے، یہاں پائی جانے والی ساری جاندار اور بے جان چیزیں اور خود انسان کا وجود بھی اسی اتفاق کا کرشمہ ہے، اس زمین و آسمان میں نہ کہیں خدا کا وجود ہے اور نہ اسے ماننے کی فی الواقع کوئی ضرورت ہے، کائنات کی یہ توجیہ آج کے دور کی علمی و سائنٹیفک توجیہ مان لی گئی۔

یہی وہ مادہ پرستانہ سوچ ہے جو کہ عقل سے ہی متصادم ہے اور اس حوالے سے روز مرہ کے معاملات ہی یہ سمجھانے کے لیے کافی ہیں کہ ایک چھوٹی سی گھڑی کی سوئی بغیر کسی سیل کے آگے نہیں بڑھ سکتی تو اتنی بڑی کائنات کو چلانے کے لیے ایک مادہ کو خدا کے برابر لانے کا تصور کیسے کرلیا گیا ہے۔

سوشل میڈیا عصر حاضر میں الحادی فکر کی یلغار کا ایک مؤثر اور نسبتاً آسان ذریعہ ہے، محمد فیصل شہزاد سوشل میڈیا کے حوالے سے اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ:

ایک عرب اخبار کے مطابق ملحدین نے الحاد کی تبلیغ کے لیے دنیا کے مختلف زونز میں عموماً اور مسلم دنیا کے لیے خصوصی انٹرنیٹ گروپس تشکیل دیے ہیں۔ انٹرنیٹ پر اس قسم کی الحادی فکر رکھنے والے 39 گروپس ہیں، جن میں سے اکثر کا تعلق ”فیس بک“ سے ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق باقاعدہ طور پر پاکستانی نیٹ کی دنیا میں ملحدوں نے 2008ء کے اوائل میں اپنے قدم جمائے اور آہستہ آہستہ اپنا دائرہ عمل بڑھاتے چلے گئے۔ پہلے پہل انہوں نے بلاگ بنائے، جو انٹرنیٹ پر آزادی اظہار کا سب سے موثر طریقہ ہے۔

انٹرنیٹ پر الحاد کی ترویج میں ایسے افراد بھی شامل ہیں جو مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے لیکن

اب ملحد ہیں، ان کے مطابق ہمیں مسلم معاشرے میں الحاد کا اعلان کرتے ہوئے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

اس وقت الحاد کے فروغ کے لیے جو فیس بک پیجز کام کر رہے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

We Fucking Love Atheism.

Religion Poisons Everything.

Hammer the Gods.

The Thinking Atheist.

United Atheists of America.

Working class atheists.

We Love Atheism.

Pakistani Atheist freethinkers.

آج مسلم معاشروں کو نظریہ الحاد کا فکری چیلنج درپیش ہے، اس چیلنج کی حقیقت کو سمجھنا، اس فکر کا مطالعہ کرنا، اس کے حاملین کے دلائل کو سن کر ان کا مدلل جواب دینا اور اس چیلنج کو چیلنج کے طور پر سمجھ کر اس کے مقابلے کی تیاری کرنا یہ مسلم معاشروں کے لیے ضروری ہے۔ اور الحمدللہ یہ کتاب کسی نہ کسی حد تک اس مقصد کو پورا کر رہی ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی شیخ کیلئے اس کتاب کو ذخیرہ آخرت اور امت اسلامیہ کیلئے نفع بخش اور خیر و برکت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

کتبہ

د/ اجمل منظور المدنی

تقدیم

الحمد للہ الملک العلام، والصلاۃ والسلام علی خیر الانام وعلی آلہ وصحبہ الکرام، وبعد:

یہ رسالہ دراصل ایک لیکچر ہے جسے شیخ دکتور صالح بن عبد العزیز سندی نے بتاریخ ۱۹ / ۴ / ۱۴۲۳ھ جامعہ اسلامیہ مدینہ کے اندر دیا تھا۔

میں اس لیکچر میں حاضر تھا اور اسی وقت میں نے اسے تحریر کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے ایسا نہ کرسکا یہاں تک کہ اللہ کی توفیق سے موقع مل گیا چنانچہ اصل آواز کے ساتھ نص بنص تحریر کرنے کی کوشش کی ہے، رسالے میں موجود آیتوں اور حدیثوں کا حوالہ دیا ہے، بعض عبارتوں کو تحریر کے وقت تحریری اسلوب میں ڈھالنے کیلئے کچھ تبدیلی بھی کی ہے، پھر اسے شیخ پر پیش کیا جسے آپ نے دیکھا اور اسکا مراجعہ بھی کیا۔

اللہ ہی نیتوں اور عملوں کی اصلاح کرنے والا ہے دعاء ہے کہ اللہ تعالی اسے ذخیرہ آخرت بنائے اور شیخ کی مغفرت فرما کر اعلی مقام عطا کرے، وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

کتبہ

ربیع بن احمد البیطار

مقدمہ

الحمد لله الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا ، واشهد أن لا اله الا اللّٰه وحده لا شریک له ، اقرارا به وتوحیدا ، واشهد أن محمدا عبده ورسوله وخیرته من خلقه ، صلی اللّٰه علیه وعلی آله وصحبه وسلم تسلیما مزیدا۔

امابعد:

عقلی ونقلی دلائل اور حس وفطرت سب اس بات پر شاہد ہیں کہ ہمارا رب العالمین اپنی ربوبیت میں منفرد ہے، اپنی الوہیت میں تنہا ہے، اسکی بادشاہت عظیم ہے، اسکا جاہ وجلال بلند تر ہے، اس کا حکم نافذ ہوتا ہے اور اسکی کاریگری باکمال ہے۔

وہ عرش پر مستوی ہے، اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، بادشاہ برحق ہے، اس کی ذات قائم رہنے والی اور غیروں کو قائم رکھنے والی ہے، وہ ہر شیء سے بے نیاز ہے، اور ہر کوئی اسکا محتاج ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (يَسۡأَلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٖ) ترجمہ: اسی سے مانگتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے، ہر دن وہ ایک (نئی) شان میں ہے۔

گناہوں کو معاف کرنے والا، مصیبتوں سے نجات دینے والا، قیدیوں کو چھڑانے والا، کمزوروں کی مدد کرنے والا اور ناداروں کو مالدار بنانے والا رب العالمین ہی ہے۔

وہی مارتا اور جلاتا ہے، سعادت اور شقاوت اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی ہدایت دیتا ہے وہی گمراہ بھی کرتا ہے، کسی پر اپنی نعمتیں نچھاور کرتا ہے تو کسی سے چھین بھی لیتا ہے، کسی کو عزت سے نوازتا ہے تو کسی کو ذلت دیتا ہے، کسی کو اوپر کسی کو نیچے کرتا ہے، اسکے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں کبھی کم نہیں ہوتے خواہ شب و روز لٹاتا رہے۔

وہی اول ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں، وہی آخر ہے جسکے بعد کوئی چیز نہیں، وہی ظاہر ہے جسکے اوپر کوئی چیز نہیں، وہی باطن ہے جس کے آگے کوئی چیز نہیں، اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی غالب حکمت والا ہے۔

اسکا کوئی دربان نہیں کہ اجازت کی ضرورت ہو، اسکا کوئی سنتری نہیں کہ جس سے داخلہ کی درخواست کرنی پڑے، اس کا کوئی وزیر نہیں کہ جس کے پاس جایا جائے، اس کا کوئی معاون نہیں جس سے مدد لی جائے، اسکا کوئی نائب نہیں جو اسکے بندوں کی ضروریات اسے بتائے، بلکہ اسکا کوئی بھی سفارشی اسکی اجازت کے بغیر سفارش تک نہیں کرسکتا۔

اسکے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے، اسکی قدرت اور رحمت ہر چیز پر وسیع ہے، کوئی چیز اسے کسی چیز سے مشغول نہیں کرسکتی، کثرت مسائل اسے غلطاں نہیں کرسکتے اور گڑ گڑانے والوں کی کثرت سے وہ بور نہیں ہوتا، اگر ساری مخلوق اول تا آخر تمام انس وجن کے ساتھ کسی ایک میدان میں کھڑے ہوکر اپنا اپنا سوال اور اپنی اپنی مراد رکھیں تو وہ ہر ایک کی مانگ پوری کردے گا اور اسکے خزانے سے ایک ذرہ بھی کمی نہیں ہوگی۔

کس قدر عظیم ہے اسکی ذات، اسے جب کسی چیز کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے ہوجا سو وہ چیز ہوجاتی ہے، اسکا حجاب نور ہے، اگر اسے کھول دے تو اسکے چہرہ انور کی کرنیں وہاں تک جلا کر خاکستر کردیں جہاں تک وہ پہونچ رہی ہوں۔

سن لو! تباہی ہے ظالموں اور منکرین وجود باری کیلئے۔

یقیناوہ ذات اللہ رب العالمین کی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ[2] وَهُوَ الَّذِي مَدَّ

الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ) ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔ [2] اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک ایک جوڑا دو، دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ [10] هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ) ترجمہ: اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا، جنھیں تم دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ رکھ دیے، تاکہ وہ تمھیں ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس میں ہر طرح کی عمدہ قسم اگائی۔ [10] یہ ہے اللہ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

رسولوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا تھا: (أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) ترجمہ: کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالی کی ذات سب سے زیادہ ظاہر اور جلی ہے، تمام موجودات اسی کے دم سے ہے، سو وہی شاہد ومشہود اور دلیل ومدلول ہے۔

اسے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اسکی ذات خود اسکے لئے دلیل ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ میں اس

کیلئے کیسے کوئی دلیل مانگوں جوکہ خود ہر چیز کیلئے دلیل ہے، اسکے لئے جو بھی دلیل مانگوں اسکا وجود اس سے کہیں زیادہ واضح ہے۔

پاک ہے وہ ذات جسکی وحدانیت کی گواہی پوری مخلوقات دے رہی ہیں، جسکی عظمت کے سامنے پوری کائنات جھکی ہوئی ہے اور جس کا ہر کوئی محتاج ہے، کوئی بھی اپنے لئے کسی نفع ونقصان، موت وحیات اور بعث ونشور کا مالک نہیں ہے، وہی سب کو مارتا اور جلاتا ہے، وہی جسے چاہتا ہے مٹاتا اور باقی رکھتا ہے، ہر چیز کی حفاظت اور تدبیر اسی کے ذمہ ہے، ہر ایک کو کام پر اسی نے لگایا ہے اور مسخر بھی اسی نے کیا ہے، چنانچہ ایجاد وامداد اسی کی طرف سے ہے ارشاد باری تعالی ہے:(رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى) ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی، پھر راستہ دکھایا۔مزید ارشاد باری تعالی ہے:(فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ) ترجمہ: پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟

کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے؟ وہ اس قدر معروف ہے کہ ہر تنکیر سے بالاتر ہے، وہ اس قدر عظیم ہے کہ انکار سے پرے ہے۔شاعر کہتا ہے:

وليس يصح في الأذهان شيء

إذا احتاج النهار إلى دليل

ترجمہ: اگر روز روشن کو بھی کسی دلیل کی ضرورت ہو تو پھر اذہان وقلوب میں کوئی چیز صحیح ہو ہی نہیں سکتی۔

سو اسکا وجود، اسکی ربوبیت اور اسکی قدرت کاملہ علی الاطلاق ہر چیز پر عیاں ہے، اسی لئے ابصار وقلوب اسکے وجود کو تسلیم کرتے ہیں، لہذا اگرچہ کوئی زبانی طور پر ہٹ دھرمی دکھائے مگر اس کی عقل، دل اور فطرت سب اسکی تکذیب کرتے ہیں۔

کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے؟ شک تو اس چیز میں ہوتی ہے جس کیلئے دلائل مخفی اور براہین پیچیدہ ہوں، مگر جسکے لیے ہر محسوس اور معقول چیز میں دلیل نشانی بلکہ نشانیاں ہوں تو یہ اس بات پر شاہد ہے کہ اسکی ذات کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہی رب العالمین ہے، پھر اسکی ذات میں شک کیوں اور کیسے ہوگا؟! چنانچہ انسانی علوم کی معرفت کے جتنے بھی وسائل ہیں ان میں سب سے زیادہ واضح اور مبرہن وجود باری تعالی، اسکی ربوبیت اور الوہیت ہے۔

نگاہیں جو بھی دیکھ سکتی ہیں، کان جو بھی سن سکتے ہیں اور عقل جو بھی سوچ سکتی ہے اور آپ کا پورا وجود جس بھی چیز کا احساس کرتا ہے وہ سب رب العالمین کے وجود پر دلیل ہے۔

اس طرح خالق کائنات کی معرفت کے وسائل بدیہی ہیں جن میں ادنی سا شک نہیں ہے، اسی لئے رسولوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے؟! اور ان سے اس طرح مخاطب ہوئے کہ ان کے دلوں میں وجود باری تعالی، اسکی الوہیت وربوبیت اور اسکے کمال صفات میں کوئی شک نہ کھٹکے۔

اس طرح وجود باری تعالی کا قضیہ گرچہ بالکل واضح اور عیاں ہے مگر پھر بھی عقل کے اندھے پائے جاتے ہیں جو اسکا انکار کرتے ہیں اور دور حاضر میں نوجوان نسل کیلئے ایک فتنہ بنے ہوئے ہیں، انکے عقیدہ اور اخلاق کی تباہی کا باعث بن رہے ہیں، اس لئے اس بدترین فتنے سے لڑنا اور اس فکری دہشت گردی کے خلاف کھڑا ہونا ایک عظیم جہاد ہے؛ کیونکہ اس میں دین و دنیا ہر ایک کی حفاظت ہے۔

الحاد کیا ہے؟

الحاد لغت میں قصد و ارادہ سے ہٹ جانے اور مائل ہو جانے کو کہتے ہیں۔

جبکہ اصطلاح میں وجود باری تعالی کے انکار کو کہتے ہیں۔

اور ملحدین ان لوگوں کو کہتے ہیں جو رب العالمین کی ربوبیت اور الوہیت تو دور اسکے وجود ہی پر سرے سے ایمان نہیں لاتے۔

یہ ملحدین کہتے ہیں کہ اس کائنات کا وجود بغیر خالق کے ہے، مادہ ازلی ہے، وہی خالق اور مخلوق دونوں ہے، اس طرح یہ رسولوں نبیوں اور تمام ادیان کا بھی سرے سے انکار کرتے ہیں۔

منجملہ ملحدین کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

جو وجود باری تعالی کے عدم وجود پر یقین رکھتے ہیں۔

دوسری قسم:

یہ لوگ شک کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کوئی خالق اور رب موجود ہے یا نہیں؟ اسی لئے انہیں "لاادریہ" کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہیکہ دونوں کو خالق کائنات پر ایمان نہیں ہے، بس فرق یہ ہیکہ کچھ لوگ شک کے ساتھ منکر ہیں اور کچھ یقین کے ساتھ۔

قرائن اور شواہد یہی بتاتے ہیں کہ اکثر مفکرین جنھوں نے اپنے الحاد کا اعلان کیا ہے وہ مثبت الحاد والے نہیں ہیں یعنی علمی نظریات و دلائل کی بنیاد پر ان کا الحاد قائم نہیں ہے، بلکہ وہ منفی الحاد والے ہیں یعنی وجود باری تعالی کے دلائل وشواہد پر انہیں یقین نہیں ہے اسی لئے انہوں نے وجود باری تعالی کا انکار کر دیا۔

چنانچہ اسی تعلق سے ایک فرانسیسی ملحد موریس بلونڈل کہتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کوئی حقیقی معنوں میں ملحد نہیں ہوگا۔

یہ ویسے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ بعض ملحد فلاسفہ ایسے ہیں بھی جو خالق کائنات کو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ پیدا کرنے کے بعد اس نے کائنات کو چھوڑ دیا اب وہ آٹو میٹک چل رہی ہے، اللہ ان کے بکواس سے بلند و بالا تر ہے۔

کس قدر عظیم ہے ان کا یہ جرم جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالی نے خود فرمایا ہے: (وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا [88] لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا [89] تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا [90] أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا) ترجمہ: اور انھوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے۔ [88] بلا شبہ یقینا تم ایک بہت بھاری بات کو آئے ہو۔ [89] آسمان قریب ہیں کہ اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ڈھے کر گر پڑیں۔ [90] کہ انھوں نے رحمان کے لیے کسی اولاد کا دعوی کیا۔ [91] حالانکہ رحمان کے لائق نہیں کہ وہ کوئی اولاد بنائے۔

پھر کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو بالکلیہ وجود باری ہی کا انکار کرتے ہیں؟!

یہ معلوم ہیکہ قدیم زمانے میں الحاد کا وجود بہت کم تھا، کیونکہ اس وقت وجود باری تعالی کا انکار کرنے والے بہت کم تعداد میں تھے، ان میں سب سے مشہور فرعون ہے جس نے کہا تھا: (وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ) ترجمہ: اور رب العالمین کیا چیز ہے؟

یہی موقف بعض فلاسفہ کا بھی رہا ہے، مشرکین عرب میں سے بھی کچھ لوگ یہی عقیدہ رکھتے تھے جنہیں عرب دہریہ کہتے تھے، یہ لوگ صانع کا انکار کرتے تھے اور کائنات کے قدیم ہونے پر ایمان لاتے تھے۔

اس طرح پرانے زمانے میں خالق کائنات کے انکار کا مذہب لوگوں میں عام رواج نہیں پایا تھا،

اسی تعلق سے ایک یونانی مورخ بلوتارخ کہتا ہے: "تاریخ میں ایسے شہر پائے گئے جہاں قلعے نہیں تھے، اور ایسے شہر پائے گئے جہاں محل نہیں تھے، اور ایسے بھی شہر پائے گئے جہاں مدارس نہیں تھے مگر ایسا کوئی شہر اب تک انکشاف نہیں ہوا جہاں عبادت گاہیں نہ رہی ہوں"۔

مگر موجودہ دور میں معاملہ بالکل مختلف ہے، چنانچہ سترہویں صدی کے اواخر اور اٹھارہویں صدی کے اوائل میں جس وقت یورپ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے اندر ترقی عروج پذیر تھی خالق کائنات کے منکرین کا ایک بڑا طبقہ بننا شروع ہو چکا تھا۔ اور یہ دور مارکس، ڈارون، نیتشہ اور فروید کا تھا جنہوں نے مظاہر فطرت کا تجزیہ وتحلیل سائنسی، نفسیاتی، اقتصادی اور سماجی پیمانوں پر کی اعتقاد خالق کا اس میں کوئی اثر نہیں تھا۔

قرون وسطی اور بعد کی صدیوں میں عیسائی مذہب نے ملحدوں کے وجود پذیر ہونے میں مزید طاقت بخشی کیونکہ دین کے نام پر کیتھولک کلیسا نے یورپ میں بہت ساری جنگیں لڑیں اور مخالفت کرنے والوں کو مرتد قرار دیکر مختلف سزاؤں سے دوچار کیا۔

یہ الحاد کا معاملہ صرف علم سائنس، علم نفسیات اور سماجیات کے ماہرین ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ ادباء نے بھی الحاد کا اعلان کیا اور اپنے ادب پاروں میں دین اور خالق کائنات کی موت کا ذکر کیا، اور ادبی پیرائے میں یہاں تک لکھ گئے کہ دین ہی ہے جس نے انسان کو انسانیت سے دور کیا ہے، انسان پر ایسے قوانین نافذ کئے گئے جو فطری طور پر انسانی آزادی اور سعادت کے خلاف تھے۔

ان کے ان افکار ونظریات کو تقویت ڈارون کے ان مشہور مقالات نے بخشی جو تخلیق کائنات کے تعلق سے عیسائی نظریئے کے بالکل خلاف تھے۔

اسی وقت نیٹسے نے بھی اپنے مشہور مقالے کو شائع کیا جس کا نام (خالق اعظم کی موت) تھا، اور دوسرے مقالے کا نام تھا: (دین ایک بے مقصد نظریہ اور انسانی زندگی کے خلاف ایک جرم ہے)۔

اس طرح ابتدائی مراحل میں ملحدین کے افکار نے دین سے نفرت خوب پھیلائی تا کہ کلیسا کے تعلیمات وتصرفات کو انسانی عقل کے خلاف اور متعارض دکھایا جائے۔

اسی وقت مارکس نے اپنے مشہور نظریئے کا اعلان کیا تھا کہ کوئی معبود نہیں ہے اور زندگی محض ایک مادہ ہے، اور اس نے دین کو انسانیت کے لئے افیم قرار دیا، کیونکہ اس کی نظر میں دین انسان کو سست اور کاہل بناتا ہے۔

اسی طرح فروید بھی اپنے الحادی نظریئے کے ساتھ میدان میں آیا اور یہ اعلان کیا کہ دین ایک وہم ہے، ابتداء میں انسان کو اسکی ضرورت تھی، اور معبود کے وجود کا نظریہ دراصل ایک کوشش تھی تا کہ انسان لاشعوری مرحلے سے کمال کے مرحلے تک پہونچ سکے،اور محض ایک فرد بشر سے کامل باپ کی شکل اختیار کرلے، کیونکہ بچپن میں انسان اپنے والد کو ایک کامل شخص کے طور پر دیکھتا ہے،لیکن کچھ ہی مدت کے بعد اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کمال نامی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے، اسلئے اس بحران کو حل کرنے کے لئے ایک وہمی شکل دی گئی جسے بعد میں کمال کہا گیا۔

مزید یہ کہ فرانسیسی انقلاب کے بعد فرانس میں سیاسی تبدیلی آنا شروع ہوگئی، اسی طرح برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی سیاسی بیداری پیدا ہوئی، جہاں سیاست سے دین کو مکمل طور پر نکالنے کی فکر رائج ہونے لگی۔

مغرب میں اسی طرح کے معاصر الحاد نے جنم لیا اور دیکھتے دیکھتے تیزی کے ساتھ تمام یورپین ممالک میں پھیل گیا، یہاں تک کہ آج اس دور میں جبکہ الحاد کی شعاعیں مدھم پڑنے لگی تھیں دوبارہ روشن ہونے لگی ہیں، کیونکہ الحاد کی پرورش کرنے والا ملک روس سرد خانے سے نکل کر اب دوبارہ عالمی دوڑ میں شامل ہو چکا ہے۔

چنانچہ ایک سروے کے مطابق اس وقت دنیا میں بہت ہی خطرناک طریقے سے الحاد پھیلتا جارہا

یے، انہیں میں سے ایک سروے Eurobarometer فاؤنڈیشن کی ہے، جوکہ یورپ میں ایک بڑا سروے فاؤنڈیشن مانا جاتا ہے، اس نے ذکر کیا ہے کہ یورپ کے ۱۸٪ فیصد باشندے ۲۰۰۵ تک ملحد ہوچکے تھے، خالق کائنات پر ان کا ایمان نہیں ہے، ۲۷٪ فیصد ایسے ہیں جو کسی خالق پر ایمان نہیں لاتے وہ بس ایک روحانی طاقت یا ماورائے حیات ایک مافوق الفطرت طاقت پر ایمان لاتے ہیں۔

ایک دوسرے مشہور سروے فاؤنڈیشن ایسوس ریڈ کے مطابق ۲۰۱۱ء میں کنیڈا کے اندر ملحدوں کی تعداد ۴۳٪ فیصد تک پہونچ چکی تھی۔

اسی طرح فائینینشیل ٹائمز میگزین نے بھی نقل کیا ہے کہ ۲۰۰٦ء میں جاپان کے اندر ملحدوں کی تعداد ٦۵٪ فیصد تک پہونچ چکی تھی۔

اسی طرح فاؤنڈیشن اینجو کے سروے کے مطابق میکسیکو کے اندر ملحدوں کی تعداد ۲،۰٪ فیصد تک پہونچ چکی ہے۔

اسی طرح دیگر سروے کے مطابق چین کے اندر ۸٪ فیصد سے ۱۴٪ فیصد تک ملحدین کی تعداد بتائی جاتی ہے، اسکے علاوہ بدھسٹوں کے اندر اکثریت ملحد ہوتے ہیں جبکہ چین میں انہیں بدھسٹوں کی اکثریت ہے۔

بی بی سی لندن کے مطابق امریکہ میں آبادی کا ۹٪ فیصد ملحد ہیں، اور دوسرے کئی سروے کے مطابق امریکہ کے اندر اس وقت الحاد تیزی سے پھیل رہا ہے، چنانچہ ملحدوں میں ۵۵٪ فیصد ۴۵/ سال سے کم عمر کے ہیں، اور امریکن یونیورسٹیاں ہی ان ملحدوں کو پیدا کرنے میں سب سے زیادہ معاون بن رہی ہیں۔

یہ تمام سروے غیر مسلم ممالک کے تعلق سے تھا، پر عالم اسلام میں الحاد کے تعلق سے کیا سروے ہے؟

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ماضی میں بہت کم ایسے مسلمان پائے گئے وہ بھی انفرادی طور پر جو مرتد ہو کر ملحد بن گئے ہوں، ان میں مشہور نام ابن الراوندی کا آتا ہے جو پہلے خود یہودی تھا پھر مسلمان ہونے کا اعلان کیا پھر یہودیت اختیار کرلی پھر ملحد ہوا۔

الحاد اپنے نئے لباس میں ملبوس ہو کر دورحاضر میں عالم اسلام کے اندر انیسویں صدی کے نصف میں داخل ہوا ہے، مغرب پرستی کا لباس پہنا کر سامراجوں نے اسے خوب پروموٹ کیا، ابتداء میں روشن خیالی، آزادی اور عقل پرستی کی طرف دعوت دی گئی، پھر یہ دعوت الحاد اور وجود باری تعالی کے انکار پر ختم ہوئی۔

معاصر تاریخ میں الحاد کی بہت ساری شکلیں پیدا ہوگئی ہیں، کوئی اسکا داعی ہے کوئی الحاد کے میدان میں سرگرم ہے، کوئی اسکے لئے اصول اور قواعد بنا رہا ہے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مغربی الحادی لہر سے عالم اسلام بھی کسی نہ کسی حد تک متاثر ضرور ہوا ہے، کیونکہ دورحاضر میں مغرب اور عالم اسلام کے درمیان جو تقارب اور تعلقات ہیں وہ پہلے کبھی نہیں رہے۔

الحادی مکاتب فکر

جہاں تک الحادی مکاتب فکر کا تعلق ہے تو اس وقت ایسا کوئی الحادی مکتب فکر نہیں پایا جاتا ہے جو اپنے جھنڈے تلے تمام ملحدین کو جمع کرلے، پھر بھی منجملہ ملحدین کے دو نظریات پائے جاتے ہیں:

پہلا: تجربی علمی نظریہ۔

دوسرا: فکری فلسفیانہ نظریہ۔

انہیں دونوں نظریات کی روشنی میں کچھ ایسے مکاتب فکر وجود میں آئے جنہوں نے الحاد کو اپنا اصل بنیاد اور مادہ بنایا:

* -لادینیت: انہیں میں سے ایک لادینیت ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سماج کو مادی بنیادوں پر استوار کیا جائے جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔

* -وجودیت: انہیں میں سے ایک وجودیت ہے جسکے مناد سارٹر وغیرہ رہے ہیں، اس مکتب فکر کا مقصد یہ ہے کہ انسانی فرد کی قیمت اور حیثیت واضح کی جائے، اسکی آزادی کو پروموٹ کیا جائے تاکہ وہ اپنی خواہشات اور مرضی سے جو دل میں آئے وہ کرے۔

* -وضعیت: انہیں میں سے ایک Positivism ہے، اس نظریئے کو آگسٹ کونٹے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے تیار کیا ہے، جس کا خیال ہے کہ انسانی سوچ چیزوں کی نوعیت کو ظاہر نہیں کرسکتی اور نہ ہی ان کے حتمی اسباب اور حتمی انجام کو، بلکہ صرف ان کے مظاہر، تعلقات اور قوانین کو سمجھ سکتی ہے، یہ ایک فلسفیانہ نظریہ ہے جو مابعدالطبیعات کو مسترد کرنے اور حقائق پر علم کی بنیاد رکھنے کا قائل ہے۔

* -اشتراکیت: انہیں میں سے ایک اشتراکیت یعنی کمیونزم بھی ہے جس کی بنیاد کارل مارکس نے رکھی تھی، اس نظریئے کے مطابق اس کائنات میں کوئی معبود نہیں ہے اور زندگی ہی مادہ ہے۔

٭- ڈارویینیت: انہیں نظریات میں سے ایک ڈارویینیت (Darwinism) بھی ہے جو ارتقاء اور افزائش پر یقین رکھتا ہے۔

٭- شیطانیت: یہاں پر ایک ایسے بیکار عبث بے انتہا گھٹیا الحادی مکتب فکر کی طرف اشارہ کروں گا جو عالم اسلام کے اندر بلکہ اس کے قلب میں پھیلا ہوا ہے جسے شیطانیت کہتے ہیں جس میں شیطان کی پرستش کی جاتی ہے، جو اپنے فلسفہ میں ایک الحادی تحریک ہے، رسم و رواج بت پرستی ہے، یہودیت جس کا ساتھ دیتی ہے۔

یہ لوگ رب العالمین کا سرے سے انکار کرتے ہیں بلکہ تمام ادیان کے منکر ہوتے ہیں، زندگی میں سرکشی اور لذت کے سوا انکا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ لذت بھی غیر انسانی، اسکی سنگینی اور سماج پر اسکے بدترین نقصانات کی وجہ سے یہ طول کلام کا محتاج ہے مگر یہ موقع تفصیل کا نہیں ہے۔

دوافع اور مقاصد کے اعتبار سے بعض ریسرچ اسکالرز الحاد کی تین قسمیں بناتے ہیں:

پہلی قسم:

عاطفی الحاد: یہ وہ الحاد ہے جسے تقدیر پر اشکال اور اعتراض پیدا کر کے جنم دیا گیا ہے۔

دوسری قسم:

مادی ونفعی الحاد: یہ وہ الحاد ہے جسے لذات وشہوات میں ڈوبنے کی خاطر جنم دیا گیا ہے۔

تیسری قسم:

عقلی وعلمی الحاد: یہ وہ الحاد ہے جو چند علمی اور فلسفیانہ افکار کی وجہ سے وجود پذیر ہوا ہے۔

ان ساری تقسیمات نے جو تمام شیطانی الحاد کو جامع ہو یہ نہ ہو مگر ان سب میں ایک جامع وصف موجود ہے اور وہ خالق کائنات کا انکار ہے۔

الحاد پر گفتگو بہت طویل اور کئی جہات میں کی جاسکتی ہے مگر اس مختصر مقدمے کے بعد جس میں الحاد

کی تعریف اور اسکے مکاتب فکر کو واضح کیا گیا، الحاد کو چار محوروں میں سمیٹ سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ متقدمین اور متاخرین اہل علم کے کلام کی روشنی میں نیز ریسرچ اسکالروں کے مقالات کی روشنی میں اس موضوع پر توضیح وتلخیص دونوں پہلوؤں کو دھیان میں رکھ کر اپنی بات کو رکھنے کی کوشش کروں گا، جو حقیقت میں الحاد کا ایک سرسری جائزہ اور تحلیل ہوگا، واللہ المستعان۔

۞۞۞

پہلامحور:

الحاد کے اسباب وعوامل

الحاد فطرت کے منافی اور عقل سے متصادم ہے پھر بھی پوری دنیا میں پھیل رہا ہے، بالخصوص عالم اسلام کے اندر اپنا پاؤں پسار چکا ہے، اسکے چند اسباب وعوامل ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

پہلا سبب:

تہذیبی شکست خوردگی جس کا احساس بہت سارے نوجوانوں کے دلوں پر چھایا ہوا ہے، اسی وجہ سے یہ اپنی قوم اور اپنے عقدی ورثے کو حقیر سمجھنے لگے، اور اس کے بالمقابل وہ مغرب پر فریفتہ ہو گئے انہیں ہر طور پر بہتر سمجھنے لگے، اور یہ معلوم ہے کہ ان کی مادی فوقیت انکے الحاد کا سبب ہے۔

دوسرا سبب:

یہ بہت ہی اہم ہے، تقدیر کے مسئلے کو درست ڈھنگ سے نہ سمجھ پانا، بطور خاص اللہ کے ان افعال کو جو حکمتوں اور علتوں پر مبنی ہیں۔

تیسرا سبب:

ان لوگوں کی برابر ذہن سازی کرتے رہنا جو کافروں کے بیچ میں رہتے ہیں خواہ وہ بطور سیاحت کے جائیں یا کسی حکومتی مقصد سے وہاں رہتے ہیں یا مستقل طور پر وہاں سکونت پذیر ہوں، انہیں ایسے شبہات میں ڈال دیا جاتا ہے جن کے سامنے وہ ڈھیر ہو جاتے ہیں۔

اور کفار کی سازشوں اور انکے مکر سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے: (وَقَدْ

مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ) ترجمہ: اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔

چوتھا سبب:

شہوتوں کو من مانی پورا کرنے اور بداخلاقیوں میں آگے بڑھ جانے کی الحاد میں پوری چھوٹ ہوتی ہے جسے یہ اخلاقی دینی آزادی کا نام دیتے ہیں، چنانچہ الحاد کے سائے میں کوئی حلال اور حرام نہیں ہے، کسی پکڑ اور حساب کا خوف نہیں، بلکہ برائیوں کے ارتکاب پر کوئی ندامت بھی نہیں ہے، بس یہ سمجھ لیں کہ ضمیر کا بحران اور غیرت کا مکمل فقدان ہے۔

اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اکثر جو الحاد کی طرف جاتے ہیں اسکا سبب صرف شہوت رانی ہوتا ہے، اور شہوت کے تعلق سے اہل علم نے کہا ہے: شہوت شبہات کا صابون ہے۔ یعنی یہی شہوت دلوں میں شبہات کو جنم دیتی ہے۔

دین کے تعلق سے ملحدین بالخصوص نوجوان بہت سارے تناقضات اور پیچیدگیوں کا شکار ہوتے ہیں، یہ سبب عیسائیوں میں واضح البتہ مسلمانوں میں یہ اکثر اہل بدعت کے یہاں خرافاتی امور کی وجہ سے ہوتا ہے جنہیں دین اسلام کی طرف جھوٹ میں منسوب کر دیا گیا ہے۔

چھٹا سبب:

دین اسلام کی حقانیت اور اسکی خوبیوں سے ناواقف ہونا، چنانچہ اگر یہ اس دین عظیم پر توجہ دیتے تو یہ دین انکے لئے تمام افکار و نظریات اور فلسفہ کے مقابلے میں کافی ہوتا مگر انکی حالت ایسے ہی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

كالعيس في البيداء يقتلها الظما

والماءُ فوق ظهورها محمولُ

ترجمہ: صحراء میں اس اونٹ کی طرح جو پیاس سے مر رہا ہو حالانکہ پانی اس کی پشت پر موجود ہے۔

ساتواں سبب:

یہ بہت اہم ہے، اور یہ خود ملحد کی ذات سے تعلق رکھتا ہے، چنانچہ اکثر الحاد کی طرف جانے والوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تکبر اور اکڑ کا شکار ہوئے، خود پسندی میں مبتلا ہوئے اور بغیر کسی کی بات سنے خود کو الحاد کی طرف ڈھکیل دیا، ارشاد باری تعالی ہے: (إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات میں کسی دلیل کے بغیر جھگڑتے ہیں جو ان کے پاس آئی ہو، ان کے سینوں میں ایک بڑائی کے سوا کچھ نہیں، جس تک وہ ہرگز پہنچنے والے نہیں ہیں، سو اللہ کی پناہ مانگ۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اور اس تکبر اور خود پسندی سے کئی نتائج مرتب ہوئے، جن میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے:

پہلا:

دین کی تکذیب جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: (بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ) ترجمہ: بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلا دیا جس کے علم کا انھوں نے احاطہ نہیں کیا، حالانکہ اس کی اصل حقیقت ابھی ان کے پاس نہیں آئی تھی۔ اسی طرح ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔ سو دیکھ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

دوسرا:

اعراض کرنا اور حق بات نہ سننا، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: (وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ

مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ) ترجمہ: اوران کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔

تیسرا:

اپنے گھاٹے والے علوم پر خوش ہو کر انکا معارضہ اللہ کی شریعت سے کرنا، ارشاد باری تعالی ہے: (فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ) ترجمہ: پھر جب ان کے رسول ان کے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تو وہ اس پر پھول گئے جو ان کے پاس کچھ علم تھا اور انھیں اس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

چوتھا:

گمراہ سربراہوں کی تقلید کرنا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: (وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ) ترجمہ: اوراسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔

پانچواں اور آخری نتیجہ گمراہی کی شکل میں آتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ) ترجمہ: پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔

دوسرا محور

الحاد کے ستون اور اس کی بنیادیں اور وہ منہج جس پر الحادی فکر اپنے اصولوں اور دعوت کے اعتبار سے قائم ہے

پہلے یہ معلوم رہے کہ الحادی فکر کوئی ایسا کامل نظریہ نہیں ہے جو آغاز سے اختتام تک تمام مظاہر فطرت کی تفصیل وتوضیح رکھتا ہو، اور تمام پیچیدہ مسائل کا جواب دیتا ہو، بلکہ ملحدین صرف کچھ فرضی مسائل اور اوہام پیش کرتے ہیں جن پر نہ تو عقل قانع ہوتی ہے اور نہ دل کو یقین آتی ہے۔

ملحدین نے اپنی فکر کو کبھی سائنسی نظریئے سے جوڑ دیا تو کبھی فلسفیانہ نظریئے سے، اور کبھی دونوں کو ایک ساتھ ملا دیا، پھر ان دونوں کے آمیزے سے ایک کر اس بدنما منہج تیار کیا جس پر کوئی یقین نہ کرے۔

مطالعہ کی روشنی میں پتہ چلا کہ ملحدین کا منہج دو بنیادوں پر قائم ہے:

پہلی بنیاد:

تجربی سائنسی نظریات۔

دوسری بنیاد:

فکری فلسفیانہ نظریات۔

ان دونوں بنیادوں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ ہم الحاد کو اچھی طرح گہرائی کے ساتھ دقت سے سمجھ سکیں۔

❁❁❁

پہلی بنیاد:

تجربی سائنسی نظریات

یہ تجربی سائنسی نظریات جن پر ملحدین اعتماد کرتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

وہ سائنسی نظریات جو صحیح نہیں ہیں، چنانچہ وہ بہت سارے نظریات جنہوں نے پچھلی دونوں صدیوں میں غلغلہ مچا رکھا تھا وہ اب مدھم پڑنے لگا ہے، اور ایسے نظریات نے انکی جگہ لینا شروع کر دی ہے جو ایمانی و دینی حقائق کے موافق ہیں، چنانچہ وقائع اور حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ جدید سائنسی نظریات اب الحاد سے دوری بنا رہی ہیں اور ایمان سے قریب ہو رہی ہیں، جبکہ دوسری طرف اللہ کا دین قائم، ثابت اور پائیدار رہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، اسلئے کہ یہ وحی الہی ہے۔

اور اگر ان نظریات کو صحیح اور درست بھی مان لیا جائے تو یہ ایسے نظریات ہیں جو ساری چیزوں کا احاطہ نہیں کرتے بلکہ ناقص ہوتے ہیں کافی نہیں ہوتے، جیسا کہ ان پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

دوسری قسم:

وہ سائنسی نظریات جو صحیح ہیں مگر وہ بھی انکے تلبیسات اور شبہات کے بادلوں سے خالی نہیں ہیں، بلکہ یہ ایسے نظریات ہیں جو مخلوقات کے درمیان تعلقات اور واسطوں کو ثابت کرتے ہیں اور کائنات نیز فطری قوانین کو خالق و مدبر اور علیم و حکیم سے جوڑ کر نہیں دیکھتے۔

اس غلطی کا سبب یہ ہیکہ یہ لوگ اسباب کو مسبب سے اور مخلوقات کو خالق سے نہیں جوڑتے۔

ان میں سے چند اہم نظریات درج ذیل ہیں:

پہلا نظریہ:

ڈارون کا نظریہ:

یہ وہی نظریہ ہے جس کا ذکر اس نے اپنی کتاب اصل الانواع (The origin of species) میں کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے جو الحادی نظریہ ارتقاء کیلئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

ڈارون نے اپنے مکتب فکر کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے کہ جو زندہ ہیں ان میں سب مستقل مخلوق نہیں، بلکہ اسکا ایک ہی اصل ہے اور وہ ایک بسیط خلیہ ہے، پھر اسی خلیہ نے ایک حالت سے دوسری حالت میں جا کر ترقی کرتے کرتے انسانی شکل اختیار کی ہے، اور یہی حال کائنات کی باقی چیزوں کی بھی ہے۔

کہتے ہیں کہ فطرت خود ہی ان لوگوں کو باقی رکھتی ہے جو باقی رہنے اور زندہ رہنے کے زیادہ لائق ہیں، اسی کو اصطلاح میں انتخاب طبیعی یا بقائے اصلح کہتے ہیں۔

ڈارون کے اس نظریئے کو ماننے والے دنیا کے بڑے بڑے ملحد ہیں، جو یہ مانتے ہیں کہ انسان کا کوئی خالق نہیں ہے، بلکہ یہ لاکھوں سال کے ارتقائی مراحل کا نتیجہ ہے جن میں یہ مختلف مخلوقات سے ہو کر گزرا ہے۔

ملحدین نے اس نظریئے کا بڑا اہتمام کیا ہے، اسلئے کہ ان کی نظر میں یہ واحد ایسا نظریہ ہے جس کے ذریعے خالق کے بغیر کائنات اور انسانی زندگی کی تفسیر ممکن مانتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ بھی بہت ہی پھسپھسا غیر مربوط اور کمزور ہے، اسی لئے یہ نظریہ بھی دور حاضر میں کمزور ہو کر بالکل مضمحل ہو چکا ہے۔

یہاں ذیل میں ہم اس نظریئے کے بطلان پر علماء، ریسرچ اسکالرز اور ناقدین کے کلام کی روشنی میں چند اہم وجوہات نقل کر رہے ہیں:

پہلی وجہ:

یہ ایک محدود نظریہ ہے اس کائنات کے تمام مظاہر حیات کی تفسیر نہیں کر سکتی، مثلاً اس نظریئے نے

کیڑے مکوڑوں کی پیدائش کے آغاز کیلئے کوئی تفسیر پیش نہیں کی ہے، جبکہ یہ تمام مخلوقات میں ۸۰٪ فیصد نمائندگی کرتے ہیں، سوال یہ ہیکہ یہ کیڑے مکوڑے کیا ارتقائی مراحل سے گزرے ہیں یا پھر وہ اپنی قدیم حالت پر باقی ہیں، اور اگر وہ اسی حالت پر باقی ہیں تو کیا یہ نظریہ ارتقاء کے قانون پر نہیں آتے؟

اسی طرح اس نظریئے نے پرندوں کیلئے بھی کوئی تفسیر پیش نہیں کی ہے، کیا پرندوں میں یہ ارتقائی مراحل پیش آئے ہیں؟ اور اگر آئے ہیں تو انکی کیا تفصیل ہے؟

انکے علاوہ بھی مزید کچھ جاندار اشیاء ہیں جنہیں اس نظریئے نے چھوڑ دیا ہے، ایسی صورت میں ایسے نظریئے کی کیا قیمت ہے جو ۹۰٪ فیصد مظاہر فطرت کی تفسیر نہیں کرتا؟!

دوسری وجہ:

اس نظریئے کے قائلین اور موید ین اب تک یہ بتانے سے عاجز ہیں کہ جمادات سے حیاتیات تک آنے میں زندگی کیسے منتقل ہوئی؟ چنانچہ جب آپ ان سے یہ سوال کریں گے کہ اچانک ایک جامد خلیہ سے ایک ایسے حیاتیاتی خلیہ میں کیسے منتقل ہوگیا جس میں عقل وشعور بھی ہے؟ تو یہ نظریہ اور اسکے موید ملحدین یہ جواب دیتے نظر آتے ہیں کہ یہ عمل اچانک اور اتفاق سے ہوگیا ہے!

اور یہ سب کو پتہ ہے کہ اتفاق کہنا کوئی علمی اور سائنٹفک جواب نہیں ہے، بلکہ یہ سائنس کے خلاف ہے، جیسا کہ عنقریب ہم ان شاء اللہ اسکی وضاحت کریں گے۔

تیسری وجہ:

اس نظریئے پرغور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جن چیزوں پر اس نظریئے نے اعتماد کیا ہے وہ دراصل چند جاندار چیزوں کے درمیان کچھ مشابہت پائے جانے کی وجہ سے ہے، اور اسی لئے ڈارون نے یہ فیصلہ کردیا کہ انسان کی اصل بندر ہے۔

یہاں ایک مضحکہ خیز بات ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کا تعلق ایک ملحد شاعر زھاوی سے

ہے، چنانچہ وہ فخریہ کہتا ہے کہ وہ بندر کی نسل سے ہے:

ما نحن إلا أقرد من نسل قرد هالك

فخر لنا ارتقاؤنا في سلم المدارك!

ترجمہ: ہم بندر کے سوا کچھ نہیں ہیں، ہم ہلاک شدہ بندر کی نسل ہیں۔ہم ایک ارتقائی عمل سے اونچے مقام پر پہونچے ہوئے مخلوق ہیں ہمیں اس پر فخر ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نظریہ مانتا ہے کہ انسان اور حیوان میں بہت سارے امراض مشترک ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ دونوں میں مشابہت ضرور ہے، مگر یہیں پر اس نظریئے کے ماہرین سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ آخر انسان چوہے کی نسل کا کیوں نہیں ہوسکتا اس نے بندر ہی سے ارتقاء کیوں کیا ہے؛ کیونکہ انسان اور چوہے میں بھی بہت ساری بیماریاں مشترک ہیں جیسے کینسر؟!

مگر ان لوگوں کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں!

اس نظریئے کی خرافات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اعضاء جو استعمال نہیں کئے جاتے وہ مرور زمانہ کے ساتھ مضمحل اور کمزور ہوجاتے ہیں اور یہی کمزوری آنے والی نسلوں میں منتقل ہوجاتی ہے، مگر جو اعضاء استعمال کئے جاتے ہیں وہ رفتہ رفتہ طاقتور ہوتے جاتے ہیں، اسی لئے کہتے ہیں کہ زرافہ کی گردن اسی لئے لمبی ہے کہ اسے درختوں سے اپنی گردن بڑھا کر کھانے کی ضرورت تھی چنانچہ جب وہ دھیرے دھیرے اپنی گردن بڑھاتی رہی تو مرور زمانہ کے ساتھ دھیرے دھیرے لمبی ہوگئی!!!!

سوال یہ ہیکہ بکری کی گردن لمبی کیوں نہ ہوئی باوجودیکہ اسے بھی وہی ضرورت ہے، اور وہ بھی ہزاروں سال سے اپنی گردن بڑھا رہی ہے؟!

یہاں بھی انکے پاس کوئی جواب نہیں ہے!

اسی طرح ڈارون کہتا ہے کہ ہمارے اسلاف کے بدن پر گھنے بال تھے، مگر جب وہ انسانی شکل

اور روپ میں آئے تو انکی ضرورت نہ ہونے یا انکے عدم استعمال کی وجہ سے دھیرے دھیرے ختم ہو گئے۔

لیکن جب وہ عورتوں کے بال پر آیا کہ آخر مردوں کے مقابلے اس کے بدن پر بال کیوں نہیں ہوتا تو اسکے لئے عجیب عذر پیش کیا ہے! کہتا ہے کہ عورتوں کی خوبصورتی اور جاذبیت کیلئے انکے حق میں ایسا ہی ضروری تھا!

یہ جواب ممکن ہے اس وقت تسلیم کرلیا جائے جب اسے خالق کائنات سے جوڑ کر دیکھا جائے جس نے انسانوں کو بلکہ ہر چیز کو حکمت پر مبنی پیدا کیا ہے، مگر ملحدین تو اسے نہیں تسلیم کریں گے!

اسی طرح ڈارون سر کے بالوں کی توجیہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جسم کے اس علاقے میں بال کا ہونا ضروری تھا کیونکہ یہ علاقہ مار کھانے کی زد میں ہوتا ہے، اس لئے ضروری تھا کہ یہاں پر بال ہو!

تعجب ہے! پھر آپ پیشانی اور ناک کے بارے میں کیا کہیں گے کیونکہ یہ دونوں اعضاء بھی اکثر مار اور ٹکرانے کی زد میں ہوتے ہیں مگر وہاں بال ہی نہیں ہے؟!

مزید بغل اور زیر ناف والے بال کے بارے میں کیا کہیں گے کیا وہ علاقے بھی مار کی زد میں ہوتے ہیں؟!

خلاصہ یہ کہ یہ نظریہ انتہائی غیر معقول، بیکار اور فالتو ہے۔

❁❁❁

دوسرا نظریہ:

بگ بینگ تھیوری (Big Bang Theory)

انتہائی اعلی کثافت اور درجہ حرارت کی حالت سے مادے کا تیزی سے پھیلنا جو موجودہ کائناتی نظریات کے مطابق کائنات کی ابتداء کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اس نظریئے کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل مخلوق ابتداء میں محض ایک کروی شکل کا خلیہ تھی، یہ سوئی کے سر کی مانند بالکل ذرا سی تھی، جو لامکان اور لازمان میں تیر رہی تھی، پھر آج سے پندرہ ارب سال پہلے اس میں ایک عظیم دھماکہ ہوا! اس دھماکے کے نتیجے میں رفتہ رفتہ اس کائنات کا وجود ہوا، گویا اس کائنات کا اصل اسی سوئی کا سرا ہے!

اب یہاں پر ایک سوال ملحدین کی پشت پر کوڑے کی طرح برستا رہے گا، اور وہ سوال یہ ہیکہ:

سوئی کا یہ سرا کہاں سے آیا؟!

اس کا جواب یہ اب تک نہ دے پائے ہیں اور نہ ہی کبھی دے پائیں گے۔

دوسرا سوال یہ ہیکہ آخر یہ کروی شکل کا سوئی کا سرا ایک زمانے تک کیوں خاموش پڑا رہا پھر اچانک پھٹنے کا فیصلہ لے لیا؟!

اور جس وقت اس کے اندر دھماکہ ہوا تھا اس وقت اسکی کیا خصوصیات تھیں؟!

اور یہ کہ اس دھماکے کو بڑا منظم بتایا جاتا ہے تو پھر یہ منظم نرالا نظام کہاں سے آیا؟ اور دھماکے اور اس نرالے نظام میں کیا مناسبت ہے؟

پھر یہ کہ ایک جامد مادے سے کیسے زندگی، عقل اور شعور نے جنم لے لیا؟!

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ملحد کہتا ہے کہ اس دھماکے سے مختلف خلیوں نے جنم لیا جو آپس

یں ملنے کی وجہ سے ایک دوسرے میں جذب ہو گئے اور اس ملاپ سے انفعال کی کیفیت پیدا ہوگئی، اور یہ انوکھا نظام ہر چیز میں پائی گئی۔

اور جب سوال کیا گیا کہ خلیوں کا اجتماع کیسے ممکن ہوا؟

اور جمادات سے زندگی کیسے پیدا ہوئی؟

تو ملحد نے بڑی بلادت اور بدعقلی کا ثبوت دیتے ہوئے جواب دیا کہ یہ سب آٹو میٹک اور اتفاق سے ہوگیا ہے!

اسلئے معلوم رہے کہ جہاں بھی یہ ملحد اتفاق اور آٹو میٹک کی بات کہتے ہیں اس سے مراد رب العالمین کی ذات ہی ہوتی ہے جس نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے مگر وہ نام لینے سے گھبراتے ہیں!

اسلئے کہ ان کے یہاں مظاہر کائنات کی ساری چیزیں اچانک پیدا ہوئی ہیں، چنانچہ آسمان اچانک پیدا ہوا، خلائی غلاف اچانک پیدا ہوا، خلائی پریسر اچانک پیدا ہوا، گیس کی ساری قسمیں اچانک پیدا ہوئیں، بادل، زمین، نہریں، دریا، مچھلیاں، انسان اور اسکے مناسب اعضاء سب اچانک ہو گئے۔

کان اور آنکھ اچانک پیدا ہو گئے، دھڑکتا ہوا دل اچانک پیدا ہوگیا، مناسب تعداد میں سفید اور سرخ خون بھی اچانک پیدا ہو گئے، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ عقل وشعور بھی اچانک پیدا ہو گئے، ملحدین کے نزدیک ساری چیزیں اچانک پیدا ہوئی ہیں۔

اس طرح ایک معمولی صاحب عقل بھی سمجھتا ہوگا کہ قانون صدفہ (اچانک اور اتفاق) باطل ہے، کیونکہ اچانک چیزیں جب وجود میں آتی ہیں تو وہ منظم نہیں ہوتی ہیں۔

اسے ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم فرض کرلیں کہ کچھ بندروں کو ایک کمرے میں بند کردیں، اور انکے سامنے لکھنے کی مشین اور کچھ اوراق رکھ دیں تا کہ وہ ان کے ساتھ کھلواڑ کریں، پھر کچھ دیر کے بعد جا کر دیکھیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ اچانک اور اتفاق سے وہ اوراق قصیدے میں بدل جائیں گے جن میں

بہترین اور منظم طریقے سے قصیدے لکھے ہوں جو بڑے بڑے شعراء کے قصیدوں کا مقابلہ کریں؟!

دوسری مثال:

اگر ہم اسی لکھنے والی مشین یعنی ٹائپ رائٹر ایک بچے کے سامنے رکھ دیں جس سے وہ کھیلے، پھر کچھ دیر بعد اوراق کو دیکھیں؛ تو کیا یہ معقول ہیکہ ہم اس امید میں دیکھیں کہ اس نے ریاضیات کے اہم مساوات کو حل کر دیا ہوگا؟!

تیسری مثال:

اگر ہم کسی صندوق میں کاغذ کے کچھ ٹکڑوں کو رکھ دیں، ہر ٹکڑے پر کوئی نہ کوئی حرف لکھا ہو، پھر انہیں ایک دوسرے میں گڈ مڈ کر کے ٹھونس کر ملا دیا جائے، پھر ہم اس صندوق کو کھولیں، تو کیا کوئی عقلمند سوچ سکتا ہے کہ وہ سارے حروف اچانک منظم اور مرتب انداز میں ملکر ایک بڑا ایک جوشیلہ خطبہ بن جائے گا؟!

چوتھی مثال:

اگر ہم اپنی پشت کی طرف کچھ پتھر یکے بعد دیگرے پھینکیں، تو کیا جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھیں گے تو اچانک ایک خوبصورت مکان بنا ہوا پائیں گے؟!

تمام مذکورہ مثالوں میں ہر ذی شعور یہی جواب دے گا کہ ایسا بالکل نہیں ہوسکتا، مگر ملحدین کے نزدیک ممکن ہے!!

میں نے اسماعیل بن ادہم نامی ایک ملحد کو پایا جسکی موت ۱۹۴۰ء میں ہوئی ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام (میں ملحد کیوں ہوں؟!!) رکھا ہے، اس کتاب کے اندر بڑے جوشیلے انداز میں قانون صدفہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ وہ اسکے لئے مثال دیتے ہوئے کہتا ہے کہ دنیا کی مثال اس چھاپہ خانے کی طرح ہے جس میں حروف ابجد کے لاکھوں حروف ہیں، یہ حروف آپس میں

ٹکرانے اورحرکت کرنے سے ایک ساتھ اکٹھا ہوتے اور منظم ہوتے ہیں پھرالگ ہوکرایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہیں،اس طرح غیر نہائی طور پرانکا چکر چلتا رہتا ہے،اور پھراس کے نتیجہ میں ڈارون کی کتاب (اصل الانواع) سامنے آتی ہے،بلکہ تمام کتابیں لانہائیت کے اسی امکان واحتمال کے ساتھ منظر عام پرآئیں۔

یہ کسی پاگل یابدعقل کا یہ قول نہیں ہے،بلکہ یہ بات ایسے شخص کی ہے جس نے ریاضیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے،اور آٹھ زبانوں کا ماہر ہے،اسکے باوجود اس نے ایسی بات کہی ہے جسے ایک عقلمند ہی نہیں کوئی بیوقوف بھی تسلیم نہیں کرے گا،مگر الحاد ہے کہ انسان کو علی الاطلاق سب سے بڑا غبی اور بیوقوف بنا کرچھوڑتا ہے۔

پھرمیں کہوں گا کہ خود اسکا یہ کلام اسکے الحاد کوتوڑنے کیلئے کافی ہے،کیونکہ اسکا کہنا ہے کہ یہ حروف جب حرکت کریں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرائیں گےتو یہ ساری کتابیں تیار ہو جائیں گی،ٹھیک ہے ۔۔۔۔مگرسوال یہی ہے کہ ان حروف کوحرکت کون دے گا؟! کیونکہ اسے کسی نہ کسی محرک کی ضرورت ہوگی، اسے روشنائی کی ضرورت ہوگی، اسے ایسی جگہ کی ضرورت ہوگی جہاں پر وہ حروف اکٹھا ہوں، اسے ضرورت ہوگی ایسے شخص کی جو اوراق کو سیدھا کرکے انہیں مرتب کرے تاکہ ہر صفحہ سطور میں ایک دوسرے کے مماثل ہو، پھرایسے شخص کی ضرورت ہوگی جو ان کتابوں کی جلد سازی کرے اور ہرکتاب کو ایک دوسرے سے الگ کردے!

اس طرح محض صدفہ اور اتفاق ہی کافی نہیں ہے ان کتابوں کو منظر عام پرلانے کیلئے بلکہ طاقت، ارادے اورحکمت وعقل کی ضرورت ہے،یعنی ایسی ذات کی ضرورت ہے جوفاعل،حکیم اورقادر مطلق ہو۔

آپ پشت کی جانب پتھر پھینکنے والے مذکورہ مثال پرغورکریں: اگر پتھر کی بجائے انڈا پھینکیں تو کیااس سے گھربن کرتیار ہوجائے گا؟!

جواب یقینا نفی میں ہوگا۔

اسلئے یقینا کسی معقول چیز کیلئے حکمت کی ضرورت ہے۔

یہی معاملہ کائنات کے ذروں کا ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے حکمت اور معین طریقے اور مقدار کے ساتھ ملتے ہیں تو سونا بنتا ہے، اور جب کسی دوسرے معین طریقے سے ملتے ہیں تو پانی بن جاتا ہے، اور اسی طرح دیگر مثالیں۔

تمام عقلاء اس بات پر متفق ہیں کہ صدفہ اور اتفاق سے کوئی نظام جنم نہیں لے سکتا اور نہ ہی ایک ہی نظام بار بار آسکتا ہے، اور نہ ہی قصد و ارادے کے آثار اس میں بار بار ظاہر ہو سکتے ہیں۔

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ ملحد ایک اہم قضیے میں سب سے بڑا بیوقوف ہے گرچہ دوسرے مسائل میں اپنی ذہانت کا ثبوت دے، اور اللہ رحم فرمائے امام ذہبی پر جنہوں نے ملحد ابن الراوندی کی سوانح کے آخر میں کہا جو کہ بلا کا ذہین تھا: (اللہ کی لعنت ہو ایسی ذہانت پر جس کے پاس ایمان نہ ہو اور اللہ راضی ہو اس کند ذہن پر جس کے پاس تقوی اور ایمان ہو)۔

اس جھوٹے نظریئے سے ذرا دور ہٹ کر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے بہت تھوڑے ہی کلمات کے اندر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: (أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ[35] أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ) ترجمہ: یا وہ کسی چیز کے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں، یا وہ (خود) پیدا کرنے والے ہیں؟[35] یا انھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔

یہ بات صحراء میں رہنے والا ایک دیہاتی سمجھتا ہے جس کے پاس ریاضیات کی کوئی ڈگری نہیں ہے، اور نہ ہی اس نے کبھی (نیٹشے)، (لافوازییہ) اور ڈارون وغیرہ کے نظریات کو پڑھا ہے، بلکہ اسکی فطرت بول رہی ہے، چنانچہ جب اس سے سوال کیا گیا کہ تم نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو کہا: مینگنی

اونٹ پر، لید گدھے پر، آثار قدم چلنے پر جس طرح دلالت کرتے ہیں، اسی طرح برجوں والے آسمان، موجوں والے دریا کیا اس ذات پر دلالت نہیں کرتے جو ہر چیز کا جاننے والا اور ہر چیز پر قادر ہے؟!

یہ فطرت اس بات دلالت کرتی ہے کہ ہر حادث کا موجد ہے، اور ہر مخلوق کا خالق ہے، اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ جب کسی بچے کو چپکے سے پیچھے سے مارا جاتا ہے تو متوجہ ہو کر چیختا ہے اور پوچھنے لگتا ہے کہ مجھے کس نے مارا؟ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر حادث کا موجد ہے، جبکہ اس نے سببیت کا نظریہ نہیں پڑھا ہے! بلکہ یہ فطرت ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ) ترجمہ: اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں۔

مگر ملحدین کی فطرت ہی الٹی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَمَن يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا) ترجمہ: اور وہ شخص کہ اللہ اسے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے اس کے لیے تو اللہ سے ہرگز کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا۔

۞۞۞

دوسری بنیاد:

فلسفیانہ نظریات

فلسفیانہ نظریات کے چند اہم عناصر:

پہلا:

عقل کی تعظیم وتقدیس: بایں طور کہ عقل ہر چیز کا ادراک کرلیتی ہے مگر موجودات کو محسوسات میں محصور کر کے، لیکن یہ عقل وحس کے بھی خلاف ہے، کیونکہ عقل انسانی اس قدر کمزور ہے کہ وہ ہر چیز کا احاطہ کبھی نہیں کرسکتی۔

ابن بطہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنے بچے کو لیکر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور عرض کیا: جھگڑے نے اس کی عقل کو حیران کر دیا، نزاع نے اسکے دل کو اڑا دیا اور اسکے رب کی خاطر اس پر تکالیف کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ سن کر صحابی رسول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے بھتیجے! نگاہ آگے کرو اور بتاؤ کہ تم کیا دیکھ رہے ہو؟ کہا: فلاں کو، تو آپ نے کہا: تم نے سچ کہا۔ پھر پوچھا: یہ خیال تمہیں کہاں سے آیا؟ کہا: نہیں معلوم، تو آپ نے کہا: میرے بھتیجے! جس طرح اللہ نے نگاہوں کیلئے ایک حد مقرر کر دیا ہے کہ وہ پیچھے کی طرف نہیں دیکھ سکتیں، اسی طرح دل کی نگاہوں کیلئے بھی ایک حد مقرر ہے اس سے وہ تجاوز نہیں کرسکتیں۔ کہتے ہیں پھر اسکی عقل ٹھکانے آگئی، اور لایعنی امور کے بارے میں سوال کرنے اور بے سود اور حیران کرنے والی چیزوں کے اندر غوروفکر کرنے سے باز آگیا۔

اسی طرح انسانی حس بھی محدود ہے، کیونکہ تمام موجودات اسکے اندر محصور نہیں ہوسکتے، چنانچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر محسوس شیٔ موجود ہے مگر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ جو چیزیں غیر محسوس ہیں وہ موجود نہیں ہیں؟

انسانی حس اس بات سے کہیں زیادہ کمزور ہے کہ اسے موجودات کا معیار بنایا جائے، اور اسکی دلیل یہ ہیکہ حس صاحب حس ہی کو دھوکہ دے دیتی ہے، چنانچہ وہ چیزوں کو کبھی کبھی غیر حقیقی طور پر دیکھنے لگتا ہے، بایں طور کہ دوپہر کو راستے میں پانی دیکھنے لگتا ہے جبکہ وہ پانی نہیں سراب ہوتا ہے، اور سراب کی کوئی حقیقت نہیں۔

اسی طرح ایک قلم کو جب پانی کے گلاس ڈالا جاتا ہے تو وہ ٹوٹا ہوا دکھائی دیتا ہے حالانکہ وہ ٹوٹا ہوا نہیں ہوتا۔

اسلئے انسانی حس پر کلی اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اسلئے ملحدین کو چاہیئے کہ اپنے بارے میں غور و فکر کریں۔

عقل وحس کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کی تفسیر کرنا شروع کر دیں، اور ہر چیز کی گہرائی میں اترنے لگیں، بلکہ ہر چیز پر فیصلہ کرنے لگیں، عقل سلیم کا یہی ماننا ہے۔

چنانچہ یہ روح جس سے آپ سب سے زیادہ قریب ہیں مگر آپ کی عقل وحس اسکی حقیقت کی معرفت سے عاجز ہے، جس طرح کہ عقل کی حقیقت کی معرفت سے دونوں عاجز ہیں، اسی طرح آپ خوابوں اور جاذبیت کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں، کوئی ملحد ان چیزوں کا انکار نہیں کرسکتا مگر اسکی عقل وحس ان چیزوں کا ادراک بھی نہیں کرسکتے۔

لیکن جب ایک ملحد پھنستا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ چونکہ ہم اللہ کو دیکھ نہیں رہے ہیں؛ اسلئے وہ موجود نہیں ہے! حالانکہ یہ عقل اور حس دونوں کا مذاق ہے بلکہ ہٹ دھرمی ہے، اسلئے کہ اگر ہم سائنسی میدان میں اسی دلیل کو لاگو کر دیں جسے ایک ملحد وجود باری تعالی کے مسئلے میں پیش کرتا ہے تو اس تجربی سائنس کی ساری بنیادیں گر جائیں گی، جبکہ وہ ملحد یہ مانتا ہے کہ وہ سائنسی تمام نظریات پر اعتماد کرتا ہے۔

کسی بھی سائنسدان نے جاذبیت کو نہیں دیکھا ہے، نہ ہی الکٹرون کو دیکھا ہے، اسی طرح کسی نے بھی

مثبت اور منفی بجلی کو بھی نہیں دیکھا ہے، اور نہ ہی ایٹم اور اسکی طبعی حالت کو کسی نے دیکھا ہے، یہ ایک طویل سلسلہ ہوگا کہ بہت سی فطری حقائق کو کسی نے نہیں دیکھا ہے مگر اسکے وجود کو مانتے ہیں۔

اسلئے اللہ تعالی کو نہ دیکھنے اور اسکی حقیقت کا ادراک نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکا وجود نہیں ہے، بلکہ اسکے وجود کی دلیل کیلئے اسکی تخلیق کے آثار اور کائنات میں اسکی حکمت اور کاریگری ہی کافی ہیں۔ البتہ اسکی ذات کی حقیقت اور صفات کا ادراک کرنا یہ عقل انسانی کیلئے ممکن ہیں ہے۔

اور جب آج تک کوئی بھی سائنسداں ایک مکھی کی حقیقت کے بارے میں پوری طرح نہیں پتہ لگا سکا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ رب العالمین کی ذات عظیم کی حقیقت کا پتہ لگائے؟!

اسلئے اللہ تعالی کا اپنی مخلوق سے پردے میں رہنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کی ذات موجود نہیں ہے، ورنہ کیا ایک ملحد کسی ایسے شخص کے بارے میں جس کا باپ اس کی ولادت سے پہلے ہی غائب ہو چکا ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا باپ موجود نہیں ہے؛ اسلئے کہ اس نے اپنے باپ کو نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہی ملاقات کی ہے؟!

بہر حال حقیقت یہی ہے کہ الحادی منہج ایک بے بنیاد پھسپھسا منہج ہے گرچہ ملحد ہٹ دھرمی دکھائے۔

اس مسئلے میں انکے یہاں سب سے بڑا خلل یہ ہیکہ ان لوگوں نے جب تمام حسی مدرکات کو محصور کیا تو ان سچی خبروں کو رد کر دیا جو قطعی دلائل سے ثابت ہیں، جبکہ یہ بہت بڑی ہٹ دھرمی ہے، کیونکہ تمام عقلاء اس بات پر متفق ہیں کہ علوم جس طرح حس اور عقل کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں اسی طرح سچی خبروں کے ذریعے بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔

اور تعجب ہے کہ یہ لوگ اس مسئلے میں تناقض کا شکار ہیں؛ کیونکہ یہ ایک طرف خبروں کا انکار کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک ہی وقت میں ایسی ہی خبروں پر یقین بھی کر لیتے ہیں! چنانچہ جب کوئی ان سے مناقشہ کرتا ہے تو وہ اپنے کسی بھی نظریئے سے استدلال کر لیتا ہے، لیکن جب پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم نے اس

پر عمل کیا ہے اور بذات خود اس کا ادراک کیا ہے؟ تو کہتا ہے کہ نہیں، بلکہ اسے فلاں نے انجام دیا ہے، اور فلاں نے اس کی صراحت کی ہے! اور یہی اسکے مزعومہ نظریئے کا باہم متعارض ہونا ہے کہ ایک طرف خبروں کی تصدیق کرکے اپنے نظریئے کو ثابت کررہا ہے اور دوسری طرف ایسی ہی خبروں کا انکار کررہا ہے!

اسلئے ملحدین آخر اہل ایمان کے غیب کی خبروں کو قبول کرنے پر نکیر کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ اگر انکی خبریں محسوسات کے بارے میں ہوتی ہیں تو رسولوں کی خبریں بھی محسوسات ہی کے بارے میں ہوتی ہیں؛ یہ الگ بات ہے کہ انہیں موت کے بعد محسوس کیا جائے گا۔

اور جب دونوں خبر ٹھہرے تو ایسی صورت میں رسولوں کی خبریں زیادہ لائق تصدیق ہیں کیونکہ انکی تصدیق پر قطعی دلائل قائم ہیں۔

خلاصہ:

الحادی منہج تناقض سے بھرا ہوا ہے، ایک چیز کی تکذیب کرتا ہے تو اسی طرح کی دوسری چیز کی تصدیق کرلیتا ہے، مثال کے طور پر وہ ایک طرف اس بات کی تکذیب کرتا ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر انکے بعد انسانوں کی نسل چل پڑی، اسلئے کہ یہ غیب کی بات ہے اسے محسوس نہیں کرسکتے، جبکہ دوسری طرف وہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ انسان کی اصل ایک خلیہ تھا جو لاکھوں سال پہلے موجود تھا، پھر اسکے اندر طبعی طور پر ترقی ہوئی جب کہ ملحدوں کے کہنے کے اعتبار سے یہ بھی غیب ہی ہے، مگر یہ اسکے نزدیک مقبول ہے، اسلئے کہ اسکا مصدر اور مرجع الحادی ہے، اور وہ مردود ہے اسلئے کہ اسکا مرجع وحی قرآنی ہے!

اسلئے حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک متناقض منہج ہے، اس کے اندر خواہشات نفس ہی کا فیصلہ آخری فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔

دوسرا:

شک کا قاعدہ:

حقیقت میں ایک ملحد شک اور فکری الجھن کا معجون مرکب ہوتا ہے اور شک ہی اسکا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے، شاید ایک ملحد کی حقیقت بیان کرنے کیلئے یہ قصیدہ کافی ہے:

جِئتُ لا أَعلَمُ مِن أَين وَلَكِنّي أَتَيتُ
وَلَقَد أَبصَرتُ قُدّامي طَريقاً فَمَشَيتُ
وَسَأَبقى ماشِياً إِن شِئتُ هَذا أَم أَبَيتُ
كَيفَ جِئتُ كَيفَ أَبصَرتُ طَريقي لَستُ أَدري
وَطَريقي ما طَريقي أَطَويلٌ أَم قَصير
هَل أَنا أَصعَدُ أَم أَهبِطُ فيهِ وَأَغور
أَأَنا السائِرُ في الدَربِ أَمِ الدَربُ يَسير
أَم كِلانا واقِفٌ وَالدَهرِ يَجري لَستُ أَدري
أَتُراني قَبلَما أَصبَحتُ إِنساناً سَوِيّاً
أَتُراني كُنتُ مَحواً أَم تُراني كُنتُ شَيّا
أَلِهَذا اللُغزُ حَلٌّ أَم سَيَبقى أَبَدِيّا
لَستُ أَدري وَلِماذا لَستُ أَدري لَستُ أَدري

ترجمہ:

میں آیا، مگر مجھے نہیں معلوم کہ میں کہاں سے آیا لیکن آیا۔

دراصل میں نے اپنے سامنے ایک راستہ دیکھا تو اسی پر چلتا بنا۔
چارناچار اب اسی پر ہمیں چلتے رہنا ہے۔
کیسے میں آیا اور کیسے میں نے اپنے راستے کو دیکھا، مجھے نہیں معلوم۔
اور میرا راستہ کیا چھوٹا ہے یا بڑا مجھے یہ بھی نہیں معلوم۔
کیا میں اس پر اوپر کی طرف جاؤں گا یا نیچے جاؤں گا اور جاتا رہوں گا؟
اور کیا میں راستے پر چل رہا ہوں یا راستہ خود چل رہا ہے؟
یا ہم دونوں ٹھہرے ہیں اور زمانہ چل رہا ہے مجھے نہیں معلوم۔
کیا خیال ہے میں ایک ٹھیک ٹھاک انسان بننے سے پہلے کیا کچھ نہیں تھا یا کوئی چیز تھا؟
اور کیا یہ پہیلی حل ہوگی یا ہمیشہ ایسے ہی باقی رہے گی؟
مجھے نہیں معلوم، اور کیوں نہیں مجھے معلوم یہ بھی مجھے نہیں معلوم۔

یہ شک اور تشکیک کا قاعدہ ہی الحاد کی بنیاد ہے، اور ملحدین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نوجوان نسل کے دلوں میں شک وشبہات پیدا کریں، کیونکہ اسی قاعدے کے بعد ہی یہ انہیں اپنے قابو میں کر سکتے ہیں، اسی لئے ہر مجلس اور محفل میں انکی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اسی شک کے اصول کو مضبوطی سے پیش کیا جائے اور اسکی تائید میں مزید اصول بنائے جائیں۔

اور ان کے اس محبوب قاعدے کی بنیاد ارسطو اور دیگر فلاسفہ نے ڈالی ہے، بایں طور کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی الہی علوم ومعارف کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے وہ دیگر علوم واعتقادات کو اپنی عقل سے محو کردے اور حتی المقدور اپنے دل سے انہیں نکال پھینکے اور تمام چیزوں میں شک پیدا کرے، پھر وہ اپنی عقل وخیال اور رائے پر اعتماد کرے۔

پھر اس قانون کو انہوں نے ایک دوسرے قانون سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے جسے یہ

حقیقت کا مساوات یا نسبت relativity of truth کہتے ہیں، گویا ملحدین کے پاس مطلق حقیقت کاملہ نہیں ہے۔

شک کا قاعدہ اور حقیقت کا مساوات دونوں نے نصف راستہ پورا کرلیا ہے، اب الحادی شیاطین کے لئے سوائے لوگوں کو الحاد کی جال میں پھنسانے کے کچھ نہیں رہ گیا ہے۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہیکہ یہ لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے اور خود ہی اس اصول کی مخالفت کرنے والے ہوتے ہیں، اسلئے کہ یہ الحاد کے سربراہوں کیلئے سخت تعصب رکھتے ہیں اور ان کے اصولوں سے سرمو انحراف نہیں کرتے بلکہ ان کے اصولوں اور نظریات میں ذرا بھی اور ایک لمحے کیلئے بھی شک نہیں کرتے۔

بہرحال کچھ بھی ہو؛ شک کا منہج عقل سے متصادم منہج ہے، اور جو یقین کے درجے تک پہونچ ہو چکا ہو اس سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ شک کرے تاکہ وہ یقین کے مقام تک پہونچے! یہ تو ایسے ہی ہے کہ ایک شخص سے کہا جائے کہ زہر پی لو تاکہ تریاق کا پتہ چل جائے، کیا کوئی عقلمند ایسا کر سکتا ہے؟!

اور جہاں تک حقیقت کے مساوات یا نسبت relativity of truth کا تعلق ہے تو یہ اس سے بھی زیادہ فاسد اور باطل ہے، کیونکہ اسے ہم سرے ہی سے ساقط کر سکتے ہیں، اور اسکی بنیاد ہی کو گرا سکتے ہیں۔

کیونکہ اگر ہم اس قاعدے کو لاگو کر دیں تو دنیا وما فیہا فاسد ہو جائے گی؛ کیونکہ اس کی بنیاد پر ممکن ہے ایک انسان دوسرے پر ظلم کرے، اور جب اس سے کہا جائے کہ تم غلط کر رہے ہو تو وہ اسی قاعدے کی بنیاد پر کہے کہ ممکن ہے تم لوگوں کو غلطی دکھ رہی ہو مگر میں غلطی پر نہیں ہوں، یہاں حقیقت اضافی اور نسبتی ہے! لیکن جب اس سے کہا جائے کہ تم اس قاعدے کو بنیاد بنا کر دوسروں کو تکلیف نہیں پہونچا سکتے تو کہنے لگتے ہیں: تم لوگ اسے نقصان اور تکلیف دیکھ رہے ہو جبکہ میں اسے کوئی تکلیف نہیں دیکھ رہا!

اب آخر اس عبث کے بعد کون سا عبث اور بے سود اور اس فساد کے بعد کون سا فساد رہ جاتا ہے؟!

البتہ جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے تو الحمد للہ ہم پہاڑوں کی طرح یہ راسخ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی برحق ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) ترجمہ: یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور (اس لیے) کہ وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور (اس لیے) کہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

اسی طرح اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے وہ بھی برحق ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا) ترجمہ: اور ہم نے اسے حق ہی کے ساتھ نازل کیا اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ) ترجمہ: اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہی ہے؟ تو کہہ ہاں! مجھے اپنے رب کی قسم! یقیناً یہ ضرور سچ ہے اور تم ہرگز عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اب حق کے بعد صرف گمراہی ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: (فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ) ترجمہ: سو یہ ہے اللہ تعالی جو تمہارا حقیقی رب ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟

اب یہ معلوم ہوگیا کہ علوم ومعارف کو جڑ سے مٹانے اور اسے ختم کرنے میں الحاد کا سب سے بڑا رول ہے، اور یہ ایسی اباحیت اور انارکی پھیلانے میں پیش پیش ہے کہ جس کے سامنے نہ تو علمی اور اخلاقی کوئی رکاوٹ آئے اور نہ ہی کوئی دینی رکاوٹ؛ یعنی نہ ہی کوئی لائق اتباع معبود ہے کہ جسکی بات مانی جائے اور نہ ہی کوئی پوچھنے والا اور احتساب کرنے والا ہے کہ اسے حساب دیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ منہج اور فکر نہ تو اپنے پیرو کاروں کو سکون دے سکا اور نہ ہی طمانینت اور سعادت، اور یہ ہمیں عالمی سروے سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح الحاد میں یقین رکھنے والے خودکشی کر رہے ہیں، چنانچہ عالمی صحت تنظیم کے سروے کے مطابق جن ملکوں میں خودکشی سب سے زیادہ کی جاتی ہے یہ وہ ممالک ہیں جہاں الحاد سب سے زیادہ پایا جاتا ہے جیسے جاپان، کوریا، فنلینڈ، فرانس، ڈنمارک اور سویڈن۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ ممالک ایسے ہیں جہاں نئی تکنیک اور جدید ٹیکنولوجی سے مزین آرام و آسائش کی کوئی کمی نہیں ہے، مگر سچ کہا ہے اللہ رب العزت نے: (وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى) ترجمہ: اور جس نے میری نصیحت سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ گزران ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

میں زیادہ دور نہیں جاؤں گا، یہی ڈاکٹر اسماعیل ادہم ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا ہے، انہوں نے اپنی پوری عمر الحاد کی تبلیغ میں گزار دی مگر آخری وقت میں خودکشی کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے! انہوں نے اسکندریہ کے اندر دریا میں چھلانگ لگا دی اور اپنی وصیت نامے میں لکھا کہ انہوں نے یہ خودکشی دنیا سے بیزاری اور تنگ آ کر کی ہے، اور آخر میں مطالبہ کیا کہ انکی لاش کو جلا دیا جائے۔

سچ فرمایا اللہ رب العزت نے، اور اس سے زیادہ کوئی سچ بولنے والا ہو نہیں سکتا، ارشاد باری تعالی ہے: (قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) ترجمہ: کہہ دے کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے اور نہ ہمیں نقصان دے اور ہم اپنی ایڑیوں پر پھیر دیے جائیں، اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے، اس شخص کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں بہکا دیا، اس حال میں کہ حیران ہے، اسی کے کچھ ساتھی ہیں جو اسے سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں کہ

ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دے بے شک اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی اصل راستہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہانوں کے رب کے فرماں بردار بن جائیں۔

۞۞۞

تیسرا:
تقدیر سے متعلق قضیہ

اسی کو یہ لوگ شر کا فکرہ یا شر کا نظریہ کہتے ہیں، چنانچہ ان کا گمان ہے کہ دنیا کے اندر جو شر و فساد اور قتل وخونریزی کا بازار گرم ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی رب قدیر اور رحیم موجود نہیں ہے کیونکہ اگر موجود ہوتا تو ان شر و فساد کو نہیں ہونے دیتا۔

یا اسے ان لوگوں نے **کائناتی عبث** (Absurd universe) کا نام دیا ہے چنانچہ ان کا گمان ہے کہ دنیا کے اندر ایسی متناقض اشیاء وقوع پزیر ہوتی ہیں جو معقول نہیں ہوتی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات ایک شیء عبث سے زیادہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ اسکا کوئی مدبر نہیں ہے۔

یہ دونوں چیزیں انکی جہالت یا تجاہل پر مبنی ہیں؛ اسلئے کہ یا تو یہ اللہ کے افعال اور اسکی تقدیر میں حکمت الہی سے واقف نہیں ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تقدیر کے باب میں اپنے اس قصیدے کے اندر بجا فرمایا ہے، چنانچہ کہتے ہیں:

وأصل ضلال الخلق من كل فرقة ** هو الخوض فى فعل الإله بعلة

فإنهم لم يفهموا حكمة له ** فصاروا على نوع من الجاهلية

ترجمہ: ہر جماعت میں اصل گمراہی کی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کے افعال کی علت تلاش کرنے لگتے ہیں۔ اور اگر انہیں کوئی حکمت سمجھ میں نہیں آتی ہے تو جاہلیت کے دلدل میں جا گرتے ہیں۔

چنانچہ اس دنیا میں انسان پر جو بھی مصائب اور آفات آتے ہیں انکا تعلق آزمائش سے ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: (الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ

عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ) ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔

چنانچہ ہمارا رب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے جس سے انکی اصلاح ہوتی ہے، گناہوں کا کفارہ ہوتا اور اس پر اجروثواب ملتا ہے مگر ملحدین ان حکمتوں سے اندھے ہیں، بلکہ انہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ اللہ کی تقدیر میں شر محض یعنی خالص شر کوئی چیز نہیں ہے، خواہ اسکا تعلق افعال الہی سے ہو یا حکمت باری سے ہو، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (والشر ليس اليك) ترجمہ: اور شر تیری طرف سے نہیں ہے۔

پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: " وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، وَإِذَا رَكَعَ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَمُخِّي، وَعَظْمِي، وَعَصَبِي، وَإِذَا رَفَعَ، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاوَاتِ، وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، وَإِذَا

سَجَدَ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ، ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ"۔

ترجمہ: سیدنا علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو پڑھتے (اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ، ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ) یعنی "میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنایا ایک طرف کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا اللہ! تو بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں مگر تو، تو میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا غلام ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا، سو میرے سب گناہوں کو بخش دے اس لیے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو اور سکھا دے مجھ کو اچھی عادتیں کہ نہیں سکھاتا ان کو مگر تو اور دور رکھ مجھ سے بری عادتیں نہیں دور رکھ سکتا ان کو مگر تو، میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہو سکتی (یا شر اکیلا تیری طرف منسوب نہیں ہوتا مثلاً (خالق القردۃ و الخنازیر) نہیں کہا جاتا، یا (یا رب الشر) نہیں کہا جاتا یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیب اور عمل صالح چڑھتے ہیں یا کوئی مخلوق تیرے واسطے شر نہیں اگرچہ ہمارے لیے شر ہو کیوں کہ ہم بشر ہیں اس

لیے کہ ہر چیز کو تو نے حکمت کے ساتھ بنایا ہے) میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف ہے تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو پڑھتے (اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي) یعنی "یا اللہ! میں تیرے لیے جھکتا ہوں اور تجھ پر یقین رکھتا ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ جھک گئے تیرے لیے میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میرے پٹھے۔" اور جب سر اٹھاتے تو پڑھتے (اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) یعنی "یا اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لیے ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور ان کے درمیان بھر اور اس کے بعد جتنا تو چاہے اس بھر اور جب سجدہ کرتے تو کہتے (اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) یعنی "اے اللہ!! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میرے منہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا۔" پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں کہتے (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ) یعنی "یا اللہ! بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

ہاں جزئی طور پر شر واقع ہوتا ہے، اور اللہ تعالی حکیم و علیم ہے، اسی نے اس کو مقدر کیا ہے، اگر وہ شر

تکلیف دہ ہے تو بھی اس میں کوئی نہ کوئی خیر اور مصلحت ہے یا تو اسی بندے کیلئے جو اس میں مبتلا ہے یا دوسرے کیلئے، خواہ اسے اسکا علم ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ تعالی کی تقدیر میں خیر ہے، اور اسکے ثبوت کیلئے بہت سارے دلائل موجود ہیں، بلکہ ابن القیم رحمہ اللہ نے شفاء العلیل کے اندر ذکر کیا ہے کہ اللہ کے افعال میں حکمت اور تعلیل پر دس ہزار سے زائد دلیلیں ہیں۔

۞۞۞

چوتھا:

وہ تلبیسات اور عقلی مغالطے جن پر ملحدین کا اعتماد ہے

انکے عقلی مغالطوں اور تلبیسات میں سے یہ بھی ہے کہ جب کوئی مسلمان ان سے مناظرہ کرتا ہے اور انہیں سببیت کا قانون سمجھاتا ہے کہ ہر حادث کیلئے محدث اور موجد کا ہونا ضروری ہے، اور یہ کہ جو بھی چیز عدم سے وجود میں آتی ہے اسکے لیے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی خالق ہو، تو ایسی صورت میں ملحد اپنی بلادت ذہنی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتا ہے: ٹھیک ہے ہم نے مان لیا کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، پر اللہ کا خالق کون ہے؟ آخر اس کے اوپر سببیت کا قانون لاگو کیوں نہیں کرتے؟

جبکہ یہ سوال ہی فاسد ہے؛ کیونکہ وہ پہلے یہ مان لیتا ہے کہ اللہ خالق ہے پھر کہتا ہے کہ اس کا خالق کون ہے؟ اس طرح وہ ایک ہی وقت میں اسے خالق اور مخلوق ثابت کرنا چاہتا ہے! جبکہ یہ عقلا واضح طور پر تناقض ہے؛ اسلئے کہ ایک خالق کیلئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ مخلوق ہو، اور ایک مخلوق کیلئے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ خالق ہو۔

اسی طرح انکے تلبیسات اور مغالطوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ انتہائی بیوقوفانہ اور جاہلانہ سوالات کرتے ہیں، چنانچہ ایک ملحد کہتا ہے، حالانکہ یہ بہت ہی پرانا سوال ہے: کیا اللہ ایسے پتھر کو پیدا کرسکتا ہے جسے وہ اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟

اس طرح کے سوالات میں بہت بڑا عقلی مغالطہ ہوتا ہے اور اسکا مقصد سامنے والے کو مبہوت کرنا ہوتا ہے؛ اسلئے کہ وہ یا تو یہ کہہ دے گا کہ وہ اسکی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر وہ کہتے ہیں کہ وہ رب کیسے ہوسکتا ہے جبکہ وہ تخلیق سے عاجز ہے؟ اور اگر کہتا ہے کہ وہ طاقت رکھتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ رب کیسے ہوسکتا ہے جبکہ وہ اسے اٹھانے سے عاجز ہے؟

اس طرح ایسے سوال کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک مومن کو اللہ کی قدرت اور پھر اسکے وجود کے تعلق سے شک میں مبتلا کیا جائے، جبکہ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سوال ہی بے کار اور عبث ہے، اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ الحادی موقف بھی ایک عبث موقف ہے۔

اس طرح یہ ایک فاسد سوال ہے؛ یعنی سرے سے غیر صحیح ہے، بلکہ یہ خود ہی ایک متناقض سوال ہے، اسکا ایک حصہ خود دوسرے حصے کیلئے توڑ ہے؛ کیونکہ یہ بدیہی امر ہے کہ جو ذات اس پتھر کو عدم سے وجود میں لانے پر قادر ہے وہ اسے اٹھانے پر بدرجہ اولی قادر ہوگا۔

اسلئے ہمارا ایک اعتقاد ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، چنانچہ وہ پتھر کی تخلیق اور اسکے اٹھانے پر بھی قادر ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اور یہی کمال ہے، اور کمال کو ایک ملحد ہی عاجزی مان سکتا ہے، ایسی صورت میں ایک ملحد کو دماغی علاج کی ضرورت ہے!

اور ملحدین کی تلبیسات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ گمان کرتے ہیں کہ دین اسلام کے اندر کچھ ایسی متناقض اشیاء ہیں جو عقل سے متعارض ہیں، اور وہ اس پر کچھ شبہات وارد کرتے ہیں، ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے:

یہ کہتے ہیں کہ عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی بات عقل میں نہیں آتی ہے!

مگر مسلمان اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس حدیث پر کوئی شک نہیں کرتے، اور اس حدیث کے اندر جو بھی خبر دی گئی ہے اسکی تصدیق کرتے ہیں، کیونکہ یہ رسول صادق ومصدوق علیہ السلام کا کلام ہے، بلکہ یہ صحیح ترین حدیثوں میں سے ایک ہے، اور مسلمانوں کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہیکہ فضا میں جب سورج اپنے محور پر گردش کر رہا ہوتا ہے تو کسی خاص متعین جگہ پر وہ عرش کے نیچے اللہ کا سجدہ بھی کر لیتا ہے، اور بلاشبہ تمام افلاک اور اجرام سماویہ ومافیہا سب عرش کے نیچے ہی ہیں، گرچہ ہم اس سجدے کی کیفیت نہیں بتا سکتے۔

پوری تفصیل اس حدیث کے اندر وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَقَالَ:" يَا أَبَا ذَرٍّ، أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:" فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ سورة يس آية 38".

ترجمہ: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے کے وقت میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے (والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم) کہ "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔"

چنانچہ ملحدین اس حدیث کے ذریعے مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنا چاہتے ہیں، جبکہ اگر یہ انصاف کو لازم پکڑیں تو یہی سب سے بڑے تشویش کار ہیں؛ پھر آخر دونوں میں سے اہل عقول کے نزدیک کون سے بات مقبول ہوگی؟ پہلا قول یہ کہ سورج جو بہت بڑا سیارہ ہے جس میں بلا کی گرمی ہے، وہ ایک محدد اور منضبط دائرے میں فضا کے اندر گردش کر رہا ہے، اسکے اپنے حدود ہیں جن سے وہ ایک انچ بھی باہر نہیں نکل سکتا، تو کیا یہ سورج یونہی اتفاق سے بغیر کسی خالق کی تخلیق کے پیدا ہو گیا!

یا یہ قول کہ یہ سورج جسے خالق عظیم وقدیر نے پیدا کیا ہے، اور اسے جیسا چاہا پھیر دیا، چنانچہ وہ ایک متعین جگہ پر جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے مگر ہم اس سے اسکی حقیقت کا ملاحظہ کرتے ہیں۔

بلاشبہ دوسرا قول ہی زیادہ لائق قبول ہے۔

خلاصہ یہ ہیکہ مناظرہ اورمناقشہ کے دوران ملحدین کے اسالیب اور مناہج مغالطوں اورتلبیسات پر مبنی ہوتے ہیں، اور یہ لوگ مناظرہ کے وقت علمی منہج تک کو قبول نہیں کرتے، بلکہ سچ یہ ہے کہ یہ مناظرہ کے دوران علمی منہج کو اپناتے ہی نہیں ہیں، چنانچہ آپ انہیں پائیں گے کہ یہ دین اسلام پرنقطہ چینی کرتے ہیں، اوراپنے الحادی منہج کو دین اسلام پرطعن وتشنیع کرکے ظاہر کرنا چاہتے ہیں، اوراس طعن وتشنیع میں یہ ہر ممکن الزام لگاتے ہیں، مغالطوں سے کام لیتے ہیں نیز حق وباطل کوگڈمڈکرکے پیش کرتے ہیں۔

یا آپ انہیں دیکھیں گے کہ یہ بھی اہل بدعت کی طرح مسلمان پر اہل بدعت کے اجتہادات کو لیکر تنقید کرتے ہیں۔

اور یا تو اس پر نقد کررہے ہوتے ہیں کسی شخص کے محض انفرادی اجتہادات کو لیکر اور پھر اسے پورے دین اسلام پرعام کردیتے ہیں۔

یا پھر وہ دین اسلام پرنقطہ چینی کرتے ہیں موجودہ دورمیں مسلمانوں کی کمزورحالت دیکھ کر۔

یا پھر وہ دین اسلام پرنقطہ چینی کرتے ہیں اس گمان میں کہ دین اسلام اورسائنس دونوں ایک دوسرے سے متضاد ہیں دونوں ایک ساتھ نہیں مل سکتے۔

اور بلاشبہ یہ سب ظلم وزیادتی اور مغالطہ ہے، صحیح علمی منہج اورعدل وانصاف سب اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ بذات خود دین اسلام کی طرف دیکھا جائے اوراس کے احکام کی روشنی میں اس پرکوئی حکم لگایا جائے۔

اوراگردین اسلام پرحکم مسلمانوں کو دیکھ کرلگایا جارہاہے، تواسکے لئے معیاران لوگوں کو بنایا جائے جنہوں نے دین اسلام پرصحیح طریقے سے عمل کیا، اور یہ اس امت کے پہلی صدی کے لوگ ہیں، جنہوں نےکتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی گزاری، اورتاریخ انسانیت میں ایک بہترین امت بن کرثابت

کر دیا کہ ایسے ہی انسانوں کی ضرورت ہے کہ جس طرح نہ کبھی پہلے کوئی امت تھی اور نہ پھر کبھی اس طرح کے لوگ آئیں گے۔

۞۞۞

تیسرا محور

اشاعتِ الحاد کے وسائل:

وقائع اور حالات بتاتے ہیں کہ ملحدین اپنے باطل نظریات کی ترویج میں سرگرم ہیں، بطور خاص مسلمان نوجوانوں کے اندر، اور اسکے چند اسباب ہیں:

پہلا سبب:

ایک ملحد عالم اسلام کے اندر خود کو اجنبی محسوس کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اسکا ساتھ دینے والوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ ہونی چاہییے تاکہ یہ اجنبیت ختم ہوجائے، اور یہ معاملہ ہر قبیح امر کے ساتھ ہوتا ہے، کیونکہ وہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسی کی طرح ہوجائیں، تاکہ اس کے دل میں جو وحشت اور شبہات ہیں وہ کچھ کم ہوں، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر زانیہ یہی چاہتی ہے کہ تمام عورتیں زانی جائیں۔

دوسرا سبب:

جب ملحدین کی تعداد زیادہ ہوجائے گی اور آواز بلند ہونے لگے گی، تو یہ سماج کے اندر ایک مضبوط طاقت بن کر ابھریں گے، پھر سماج کے اندر انکی بھی اپنی مرضی چلے گی، اور چونکہ اکثر ملحدین خود غرض مادیت پرست ہوتے ہیں اسلئے یہ سماج کو شہوات ہی کی طرف ڈھکیلیں گے۔

تیسرا سبب:

ایک ملحد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسکا دل مطمئن رہے، کیونکہ ملحد ایک شکی اور بے چین ہوتا ہے، لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی الحاد سے جڑ رہے ہیں تو اسکا دل کچھ وقت کیلئے مطمئن ہوجاتا ہے۔

اور جہاں تک ان وسائل کی بات ہے جنہیں یہ استعمال کرکے مسلم نوجوانوں کو الحاد کی جال میں

پھنساتے ہیں تو ان وسائل کی تعداد بہت ہے، ان میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

***-الحادی کتابیں:**

یہ کتابیں اس وقت شائع کر کے بازاروں میں فروخت کی جارہی ہیں یا پھر انٹرنٹ کے ذریعے انہیں پھیلایا جارہا ہے، ایسی صورت میں کوئی ضروری نہیں کہ آپ بلاواسطہ میدان میں اتر کر الحاد کی دعوت دیں۔

آپ ہر دو طریقے سے الحادی شکوک وشبہات پھیلا سکتے ہیں، دینی نصوص پر اعتماد کو کم کر سکتے ہیں، قاری کو دین اسلام سے بیزار کر سکتے ہیں اور نوجوانوں کے دل میں دین اسلام کو بیڑی بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔اس طرح دھیرے دھیرے انہیں الحاد کی ساحل تک لا سکتے ہیں۔

اس طرح یہ ملحدین کئی حلقوں میں الحاد تک لانے میں کامیاب ہوتے ہیں ایک ہی حلقے میں ممکن نہیں ہوتا۔

***-سیٹلائٹ چینلز:**

ان چینلوں کے ذریعے مختلف پروگرام، علمی مناظرے اور فلمیں وڈرامے پیش کئے جاتے ہیں، اور انہیں وسائل سے الحادی مفاہیم کو نوجوانوں کے دلوں میں انڈیلا جاتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الحادی نظریات اور مفاہیم کو سائنسی ڈوکومینٹری فلموں کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے جیسے ڈارون کا نظریہ، اور اس وقت بعض چینلز یہ کام مسلسل کر رہے ہیں۔

***-نوجوانوں سے بلاواسطہ ملاقات:**

اس کیلئے وہ خاص مجلسیں سجاتے ہیں یا عام اجتماعات کرتے ہیں اور پھر ثقافتی پروگرام کرتے ہیں جن میں یہ شبہات وشکوک پر مبنی اپنے الحادی افکار ونظریات کو پیش کرتے ہیں۔

ان سب کے علاوہ دو وسیلے مزید ہیں جو نوجوان نسل کیلئے سب سے زیادہ خطرناک ہیں:

پہلا وسیلہ:

*-انٹرنیٹ: یہ وسیلہ کس پیمانے پر اس وقت پھیلا ہوا ہے اور اس کے اندر کس قدر خطرناک چیزیں وابسطہ ہیں انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ساتھ ہی یہ اس وقت اس قدر وسیع ابلاغی میدان بن چکا ہے کہ اس کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔

اور انٹرنیٹ پر الحاد پھیلانے کیلئے مختلف وسائل اختیار کرتے ہیں ان میں سے سب سے نمایاں وسائل طریقے درج ذیل ہیں:

پہلا طریقہ: سوشل میڈیا جیسے ٹویٹر اور فیس بک ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت یہ دونوں وسائل بہت زیادہ موثر ہیں، چنانچہ آپ نوجوانوں کو دیکھیں گے کہ وہ سوشل میڈیا پر کئی کئی گھنٹے گزار دیتے ہیں۔

چنانچہ ملحدین اس راستے سے بڑی پلاننگ اور ترکیز کے ساتھ نوجوانوں تک پہونچتے ہیں، کبھی کھل کر آتے ہیں کبھی رموز اور اشاروں کے ساتھ، اس طرح یہ اپنے کمزور الحادی افکار ونظریات کو ملمع سازی کے ذریعے منتقل کرتے ہیں اور اپنے الحادی سربراہوں اور انکے فکری کارناموں کی تعریف کرتے ہیں، یا اپنے شبہات کو پھیلاتے ہیں یا پھر شرعی احکامات کا استہزاء کرتے ہیں، یا دینی مسلمہ امور میں شک پیدا کرتے ہیں، یا پھر اہل علم پر اعتماد کو کمزور کرتے ہیں، یا اپنی فکر کی ترویج کیلئے جملوں اور مفاہیم کے اندر تاصیل پیدا کرتے ہیں، جیسے کہ عقل انسانی کی غیر مقید آزادی کی دعوت جو اسلام کیلئے قابل قدح اور اس سے نکلنے کے لئے راستے مزین کئے جاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ:

سوشل میڈیا جہاں پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے، ان میں مشہور یوٹیوب ہے، جہاں پر شاید انٹرنٹ سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ملحدین جہاں پر شب و روز الحادی ویڈیو نشر کرتے رہتے ہیں، اور انکی چالبازی یہ ہوتی ہے کہ یہ ان ویڈیوز کو ایسے عناوین دیتے ہیں جن کے بارے میں نوجوان سب سے زیادہ تلاش کرتے ہیں، جیسے میچ، گول، یا اسی طرح فلم اسٹار اور کھلاڑیوں فنکاروں کے نام، اسی طرح فلموں اور سیریلز کے نام، کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ویڈیو جب وہ کھولیں گے تو ضرور ان کے دل ان میں لگ جائیں گے۔

تیسرا طریقہ:

***-عام محفلیں:**

ملحدین ان محفلوں تک پہونچتے ہیں اور اپنے جال پھیلا کر ایک ہی پتھر سے دو چڑیوں کا شکار کر لیتے ہیں، یعنی ایک طرف اپنے شکوک وشبہات پھیلاتے ہیں اور دوسری طرف نوجوانوں کا شکار بھی کرتے ہیں۔ یعنی پہلے حکمت و دانائی سے مناسب جگہ ڈھونڈتے ہیں، پھر انسیت حاصل کرتے ہیں، پھر شک وشبہ پیدا کرتے ہیں پھر بنیاد رکھتے ہیں!

چنانچہ جب وہ ان مشارکین میں ایسے لوگوں کو پاجاتے ہیں جنہیں وہ اپنے لئے مناسب سمجھتے ہیں جیسے کہ یہ دیکھا کہ وہ آزاد طبع قسم کے ہیں، یا رسوم ورواج سے انہیں نفرت ہے، یا احتساب کرنے والوں سے دشمنی ہے، ایسے لوگوں پر یہ تعریف والے جملوں کی شکل میں تبصرہ کرتے ہیں اس طرح دونوں کے درمیان تعلقات کے پل بن جاتے ہیں، پھر وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتے رہتے ہیں، چنانچہ پرسنل میسیجنگ کے بعد بلاواسطہ چیٹنگ پر آجاتے ہیں پھر خاص گروپ کو جوائن کرکے مقالات اور کتابیں بھیجنا شروع کردیتے ہیں، ساتھ ہی کچھ ویب سائٹس اور بلاگس کی لنکز بھی دینا شروع کردیتے ہیں جن کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ صحیح بھی ہوں، اس طرح یہ انکے ہاتھ میں آسانی سے شکار بن جاتے ہیں بالآخر وہ انہیں الحاد کی گندی کھائی میں گرادیتے ہیں۔

چوتھا طریقہ:

یہ ان وسائل میں سب سے اہم ہے، اور وہ یہ ہیکہ ان کی پوری خواہش ہوتی ہے کہ نوجوانوں کو الحادی ویب سائٹس اور بلاگس تک پہونچا دیا جائے جوکہ انکے لئے زہر ہلاہل ہوتے ہیں!

یہاں پر حقیقت میں خطرے کی گھنٹی بجتی ہے، چنانچہ تھوڑی دیر کی تلاش کے بعد میں نے بہت سی ایسے ویب الحادی سائٹس اور بلاگس کو دیکھے جوانکی نگرانی میں چلتے ہیں۔

اوران ویب سائٹس پر طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد میں پورے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہاں پر ایسے نوجوان جائیں گے جوشرعی اصولوں میں کمزور ہوتے ہیں اور انکے پھیلے ہوئے شبہات کو پڑھیں گے تو وہاں سے کبھی واپس اس طرح نہیں آئیں گے جس طرح وہاں وہ گئے تھے، الا یہ کہ اللہ تعالی جسے بچا لے، اسلئے کہ انکے پاس ایسے اسالیب، شبہات اور تلبیسات ہوتے ہیں جو ان بھولے اور دھوکے میں پڑے نوجوانوں کے دلوں کو مشکوک بنا دیتے ہیں، پھر مختلف ذرائع سے انہیں قانع کرنے کوشش کرتے ہیں، کبھی جذباتی باتیں ہوں گی، تو کبھی عقلی مغالطات ہوں گے، کبھی شبہات سامنے لائے جائیں گے تو کبھی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا کبھی شرعی نصوص کا استہزاء اور مذاق اڑایا جائے گا، اشعار اور قصوں سے دل بہلایا جائے گا، اسی طرح مکروفریب کی ایک لمبی جال ہوتی ہے!

دوسرا وسیلہ:

ناول کی کتابیں

ان سے وہ کتابیں مراد ہیں جو منحرف عقائد سے بھرے ہوتے ہیں جو کہ عقیدے کیلئے بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں، اور ایسی سواری کا کام دیتے ہیں جو الحاد کی وادی تک آسانی سے پہونچا دیتی ہیں، کیونکہ ناول کی یہ کتابیں قصوں اور کہانیوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور انسان کا دل ایسی کہانیوں کو پسند کرتا ہے بطور خاص وہ کہانیاں جو الفت محبت اور عشق ومعاشقے سے بھری نوجوانوں کے جذبات سے کھیلتی ہوں، ایسی کتابوں کی طرف نوجوان نسل بہت تیزی سے بھاگتی ہے۔

اس طرح کی الحادی کتابیں نوجوانوں کے گلے کا پھندا ہوتی ہیں، اور عام طور سے وہ تقدیری مسائل کو چھیڑتے ہیں جن کے ذریعے وہ حکمت الہی میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، یا جسے وہ کائناتی عبث کہتے ہیں، جس کے ذریعے یہ وجود باری تعالی کا انکار کرتے ہیں جو کہ مدبر کائنات ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ناول کی کتابوں میں کہانیاں ہوتی ہیں ان میں کوئی فکر یا نظریہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ناول نگار کا یہ ہدف ہوتا ہے۔

تو اسکا جواب یہ ہیکہ اگر کوئی اس طرح سمجھتا ہے تو غلط سمجھتا ہے، کیونکہ ناول بھی با مقصد طریقے سے لکھی جاتی ہے، اس کے ذریعے کوئی نہ کوئی خاص پیغام دیا جاتا ہے، مگر وہ پیغام کہانیوں کے قالب میں ہوتا ہے، اسی تعلق سے معاصر منحرف ناول نگاروں کے سردار نجیب محفوظ نے کہا ہے: ادیب ایسی شخصیات کو اختیار کرتا ہے جنہیں وہ مناسب سمجھتا ہے، جیسے وہ کسی ایسی شخصیت کی تجدید کر رہا ہوتا ہے جو خود کو ضائع سمجھتا ہو یا کسی انقلابی شخصیت کو کہ وہ اس وقت بے قابو انقلاب سے بھڑک رہا ہو۔

ناول کی ان کتابوں اور مقالات کے ذریعے کوئی ضروری نہیں کہ الحاد کو واضح طور پر پیش کیا جائے،

اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ بہت ہی بھولا پنی پر دلالت کرتا ہے، اور کبھی کبھی الحاد بہت ہی ظاہر بھی ہوتا ہے اس طرح یہ کہانیاں یا تو الحاد کی کھائی میں گرا دیتی ہیں یا اس کے قریب کر دیتی ہیں۔

۞۞۞

چوتھا محور:

ان کا مقابلہ کرنے والے وسائل

کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلم سماج میں ملحدین کی تعداد بہت کم ہے، پھر انکے خلاف اس قدر بڑا محاذ کیوں کھڑا کیا جاتا ہے؟

تو اسکے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ سوال کرنے والے کو یہ کیسے پتہ چلا کہ الحاد کم پایا جاتا ہے؟ اور یہ فیصلہ وہ کس بنیاد پر کر رہا ہے؟

ممکن ہے حقیقت اس سے کہیں زیادہ گمبھیر ہو جتنا ہم سمجھتے ہیں، اور اگر یہ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ یہ مرض مسلم سماج کے اندر بہت کم ہے تو کیا حکمت یہی ہے کہ ہم اس سے نظر انداز کر دیں اور اسکے بارے میں بات نہ کریں؟!

اور کیا حکمت پر مبنی معقول بات یہی ہے کہ اگر کسی ملک میں کسی خطرناک مہلک وبائی بیماری کا انکشاف ہو جائے اور وہ تیزی سے پھیلنے والا ہو مگر ابھی زیادہ نہیں ایک دو کیس سامنے آئے ہوں تو کیا ایسی صورت میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ زیادہ لوگ ابھی متاثر نہیں ہوئے ہیں اسلئے اس پر توجہ نہ دی جائے! یا حکمت اس میں ہے کہ اس وباء کو جڑ سے ختم کرنے کیلئے پوری طاقت اور سسٹم لگا دی جائے؟!

یہ حال جب دنیاوی وباء کے تعلق سے ہے تو پھر آخر ان سے بڑی وباء کے تعلق سے ہمیں کرنا چاہیے، وہ وباء جس میں خالق کائنات اور رسالتوں نبوتوں کا انکار اور کفر ہو؟!

پھر یہ بھی کہا جائے گا کہ اس مہلک وباء سے اگر کوئی سماج محفوظ ہو جائے تو دوسرے دیگر سماج اس کی زد میں آسکتے ہیں۔

اسلئے علاج سے بہتر بچاؤ اور احتیاط کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے پہلے ہی اس سے نپٹنا

ضروری ہے، اور کامیاب وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑ لے۔

الحاد کا مقابلہ کرنے کیلئے وسائل بہت ہیں لیکن سب سے ضروری یہ ہے کہ ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمارے نوجوانوں میں بطور خاص وہ نوجوان جنہیں ملحدین کے ذریعے ٹارگٹ کیا جاتا ہے، کے اندر کبھی انحراف نہیں آسکتا اور الحاد کی گندگی میں ملوث نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کے اندر تربیتی، علمی اور دعوتی پیمانے پر کسی طرح کمی نہ پائی جائے خواہ وہ کمی خاندان اور گھر کی طرف سے ہو، یا مدرسہ اور جامعہ کی طرف سے ہو، یا دعاۃ اور واعظین کی طرف سے ہو۔

طلبہ، دعاۃ اور دیگر ذمیداران اگر اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور الحادی لہر کا مقابلہ کرنے کیلئے پوری سرگرمی دکھائیں تو اللہ کی توفیق سے یہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں خبر دی ہے کہ کفار کی چال گرچہ بڑی ہو مگر وہ بہت کمزور ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: (ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ) ترجمہ: بات یہ ہے! اور یہ کہ اللہ کافروں کی خفیہ تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے۔

میری نظر میں الحاد کا مقابلہ کرنے کے وسائل کی دو قسمیں ہیں: بچاؤ اور احتیاط کے وسائل اور علاج کرنے کے وسائل۔

جہاں تک بچاؤ اور احتیاط کے وسائل کا تعلق ہے تو اسکا مقصد یہ ہیکہ احتیاطی تدابیر اور اقدامات کے ذریعے مسلم نوجوانوں کو الحاد کے چنگل میں جانے سے بچایا جاسکے، ان احتیاطی تدابیر اور بچاؤ کے اقدامات میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے:

پہلا احتیاطی وسیلہ:

کتاب اللہ اور سنت رسول کو پڑھا جائے اور ان کے اندر غور وفکر کیا جائے ارشاد باری تعالی ہے: (

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ

فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ) ترجمہ: اورتم کیسے کفر کرتے ہو، حالانکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اورتم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جو شخص اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لے تو یقینا اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی گئی۔

اور جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللَّهِ) ترجمہ: اورتمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں میں ایسی چیز کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب۔

دوسرا احتیاطی وسیلہ:

ایسے وسائل تک رسائی حاصل کرنا جن سے ایمان کی چاشنی اور اسکی حلاوت محسوس ہو؛ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم صفات باری تعالی اور سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر غور وفکر کریں گے اسی طرح ہم جب محاسن اسلام پر غور وفکر کریں گے۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے:

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا "۔

ترجمہ: سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی (اور خوش) ہوا اس نے ایمان کا مزہ پالیا“۔

یعنی جو اللہ ہی سے ہر چیز کا طالب ہوا، اسلام کی راہ کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر نہیں چلا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر اس نے عمل کیا تو ایسے شخص کو ایمان کی مٹھاس مل کر رہے گی، کیونکہ اس کا دل ایمان سے پر ہوگا، اور ایمان اس کے اندر پورے طور پر رچا بسا ہوگا۔

اسی طرح صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ ".

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین باتیں ہیں، جس میں ہوں گی، وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے، دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو)، تیسرے یہ کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے اللہ نے اس کو نجات دی اس کو اتنا برا جانے جیسے آگ میں پڑنا۔“

تیسرا احتیاطی وسیلہ:

نوجوانوں اور بچوں کے اندر صحیح عقیدہ پیوست کر دیا جائے مختلف وسائل اختیار کرتے ہوئے جیسے دروس، خطبات، لیکچرز، دینی اور منہجی پروگرامز، اسی طرح وہ طریقہ اپنایا جائے جس سے توحید باری تعالی اور اصول انکے دلوں میں راسخ ہو جائے جن کے سامنے بتوفیق الہی ہر طرح کے الحادی افکار و نظریات پاش پاش ہو جائیں، اور وہ اصول ایمان بالغیب، ایمان بالقدر اور اللہ کے افعال میں حکمت کا اعتقاد رکھنا ہے، شرعی نصوص کی تعظیم ساتھ ہی ایمان کی حقیقت نیز کفر کی حقیقت اور اسکے خطرے سے آگاہ کرنا ہے، اور عقل ونقل کے درمیان تعلقات کو واضح کرنا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیمی مناہج کے اندر شرعی مواد کی ہیبت اور انکے وقار کو واپس کیا جائے اور طلبہ کی تربیت اس بنیاد پر کی جائے کہ اس دنیا میں انہیں شرعی مواد کا اہتمام کرنا زیادہ بہتر اور سودمند

ہے، اسلئے گھنٹوں میں، اوقات اور درجات میں اولیت اور ترجیح انہیں کو حاصل ہونا چاہیئے، کہنے کا مطلب یہ ہیکہ شرعی اور عصری مواد کو انکی اہمیت اور حیثیت کے اعتبار سے وقت دینا چاہیئے۔

چوتھا احتیاطی وسیلہ:

ایمانی غلبہ اور ایمان کی نعمت کا احساس مضبوط بنایا جائے اور یہ یقین دلایا جائے کہ اللہ تعالی مومنوں کے ساتھ ہے، وہ انکی حمایت اور مدد کر رہا ہے، اسکی توفیق شامل حال ہے، اور آخرت میں انہیں جنت کے اندر دیدار الہی حاصل ہوگی جو کہ سب سے بڑی لذت ہوگی۔

پانچواں احتیاطی وسیلہ:

ثقافتی رہنمائی: چنانچہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ نوجوان اپنے افکار کو کہاں سے مضبوط کرتے ہیں، اس بات پر نظر رکھی جائے کہ وہ کیا پڑھتے ہیں اور وہ کیسی کیسی ویب سائٹس کو دیکھتے ہیں، انہیں بلا نگرانی نہیں چھوڑنا چاہیئے، کیونکہ اس وقت نئی نسل کے حق میں سب سے بڑی غلطی اور عظیم خطرہ یہی ہے کہ انہیں انٹرنٹ پر بلا روک ٹوک اور بغیر نگرانی کے چھوڑ دیا جائے۔

اور ہم اپنی اولاد کیلئے چین وسکون اور امن و امان اس وقت تک نہیں لاسکتے جب تک ہمارے اندر باپ بیٹے، بھائی بھائی اور استاذ شاگرد کے درمیان دوستانہ تعلقات نہیں بنیں گے؛ تاکہ وہ کھل کر اپنے شبہات واعتراضات اور حیران کرنے والے سوالات کو سامنے رکھ سکیں، قبل اس کے کہ وہ انٹرنیٹ جیسے سانپ بچھو کے سوراخوں میں جا کر ان کے جوابات تلاش کریں۔

چھٹا احتیاطی وسیلہ:

شبہات والی چیزوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیئے اس کیلئے شرعی منہج اختیار کرنا چاہیئے چنانچہ شرعی اعتبار سے شبہات سے دور رہنا اور انہیں ایکسپوز کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ یہ نقطہ بہت اہم ہے کہ ہم نئی نسل کے ذہن و دماغ میں یہ بات پیوست کردیں کہ شبہہ ایک

بیماری ہے، اور بیماریوں کے پاس جانا مناسب نہیں ہے، احتیاط اور سلامتی سب سے بڑی نعمت ہے جیسا کہ سلف نے کہا ہے۔

اسی طرح شبہہ ایک فتنہ بھی ہے اور جو اسکے قریب جاتا ہے وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ".

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عنقریب ایک بہرا گونگا اور اندھا فتنہ ہو گا جو اس میں جھانکے گا اسے وہ اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اور زبان چلانا اس میں ایسے ہو گا جیسے تلوار چلانا“۔

فتنہ کے بہرے ہونے سے مراد یہ ہے کہ آدمی حق بات سننے والا نہیں ہو گا، اور اس کے گونگے ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس میں حق بات بولنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

اسلئے نوجوان نسل اور دوسروں کو بھی یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وہ باطل شبہات پر کان نہ دھریں، اسلئے کہ شبہات کمزور دلوں کو اچک لیتے ہیں، اسلئے شبہات پر کان دھرنا ایک طرح سے مغامرہ اور خطرہ مول لینا ہے جس کے نتائج بھیانک ہی ہوتے ہیں، کتنے ایسے لوگ تھے جنہوں نے خود کو دل کا مضبوط اور علم و عقیدہ میں پکا سمجھ کر الحادی ویب سائٹ پر چلے گئے اور شیاطین الانس کی باتوں اور انکے شبہات کو سننے لگے جس سے انکے سینے شبہات سے بھر گئے اور وہ الحاد کی کھائی میں بھٹکنے لگے۔

اب اگر کوئی اس بلا میں مبتلا ہو گیا ہے اور اسے اب الحاد سے نفرت بھی نہیں رہی، تو اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے توبہ کرے، اسکی طرف رجوع کرے وہ اللہ کے حضور گڑ گڑائے کہ وہ اسے اس بلا سے نجات

دیدے، اور ایسے اہل علم سے رجوع کرے جو اسکے سامنے الحادی شبہات کی حقیقت واضح کردیں۔

یہی حق ہے، باقی تلبیس ابلیس ہے جو کہ مردود ہے، گمراہی میں پڑے لوگ اپنے ساحرانہ جملوں میں پھنساتے ہیں، اور نوجوانوں کو تہذیبی وثقافتی آزادی کے نام پر بداخلاقی اور بددینی کی دعوت دیتے ہیں جس سے ان کا مقصد نوجوان نسل کو شکار کرنا ہوتا ہے تاکہ جال میں آنے کے بعد جس طرح ممکن ہو گا انہیں استعمال کیا جائے گا۔

الحمدللہ اس باب میں شرعی منہج بالکل واضح ہے، یعنی فتنوں اور فتنہ پروروں سے دور رہنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، نیز بیوقوفوں کا ہاتھ پکڑنا۔

ساتواں احتیاطی وسیلہ:

ان نوجوان طلبہ کا خیال رکھنا جو بلادکفر میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔

ہمارے علماء نے اس باب میں بھی کچھ نہیں چھوڑا ہے، باہر جاکر تعلیم حاصل کرنے میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے اور جائز کے کیا ضوابط ہیں سب واضح کردیا ہے، البتہ ہم جس ماحول میں جی رہے ہیں کچھ ایسی پریشانیاں ہیں جنہیں کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔ اسلئے ہمارے سماج کے ذی شعور غیرت مندوں پر واجب ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ان ناتجربہ کار کم عمر نوجوانوں کو یونہی نہ چھوڑ دیں کہ آج کے ملحدین اور باطل دعوتوں کے لئے یہ لقمہ تر بن جائیں۔

میں ایک بار پھر آواز اٹھاؤں گا اور انفرادی اور جماعتی ہر پیمانے پر معاشرے کے سمجھدار اور ذمہ دار افراد سے اپیل کروں گا کہ اس موضوع کو نہ بھولیں اور اسے اپنی ذمہ داریوں اور خاص پروگراموں میں شامل رکھیں جن کا مقصد صرف یہ ہو کہ اپنے نوجوانوں کو ضائع ہونے سے پہلے بچا لے جائیں۔

ساتھ ہی ان حکومتی اداروں سے بھی اپیل کروں گا جو دعوہ وارشاد اور تعلیم وتوجیہ کیلئے وقف ہیں کہ وہ

نوجوانوں کے اندر دینی بیداری لانے اور باطل افکار سے دور رکھنے کیلئے خصوصی پروگرام بنائیں، اور ان نوجوانوں کیلئے اپنے سینوں کو کشادہ کر دیں وہ نوجوان جو شکوک وشبہات کے موجوں میں تھپیڑے کھا رہے ہیں۔

داعیوں پر بھی واجب ہے کہ وہ نصیحت اور خیر خواہی کے اس میدان سے دور نہ رہیں اور نوجوانوں سے غافل نہ ہوں، بلکہ ان سے دعوتی ملاقات کرتے رہیں، نوجوانوں کے اجتماعات اور کمیٹیوں میں دعوت کا کام کریں اور انکے ذمہ داروں سے خصوصی ملاقاتیں کریں۔

ساتھ ہی یہ بھی مناسب اور بہتر ہے کہ شرعی علوم کے طلبہ ان ویب سائٹس پر گروپس میں جوائن ہوں جو باہر ممالک میں پڑھنے والے طلبہ کیلئے خاص ہیں، جہاں پر انہیں تنبیہ کریں اور شرعی منہج پیش کرتے رہیں ساتھ ہی رسائل، پمفلٹ اور کیسٹوں کے ذریعے اس موضوع کا علاج بھی کریں۔

آٹھواں احتیاطی وسیلہ:

دعوت دین، احتساب اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت پر دھیان دینے والی تنظیموں اور سرکاری اداروں کو چاہیئے کہ وہ الحاد کے ان سرچشموں کو ختم کر دیں اور انہیں جڑ سے مٹا دیں۔

نواں احتیاطی وسیلہ:

جو اس غلیظ اور بدترین کفر میں واقع ہو جائے اس پر اللہ کا حکم نافذ کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے لوگ ایسی حرکت نہ کریں جیسا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ بسا اوقات حاکم کے ذریعے اس طرح سدھر جاتے ہیں کہ اس طرح وہ قرآن پڑھ کر نہیں سدھر سکتے۔

دسواں احتیاطی وسیلہ:

اس باب میں جو عظیم نبوی وصیتیں ہیں انکی پابندی کرنا، انہیں میں سے ایک یہ ہیکہ اللہ کا ذکر کیا جائے، کیونکہ الحاد کوئی ثابت شدہ علمی اور منطقی قضیہ نہیں ہے بلکہ یہ ابلیسی وسوسے اور شکوک وشبہات ہیں

جنہیں دعاؤں اوراذ کار سے ختم کیا جاسکتا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان خود کو شیطان کے شر سے اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں بچا سکتا)۔جیسا کہ اس حدیث کے اندر پوری تفصیل موجود ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا، وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا، فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ. فَقَالَ يَحْيَى: أَخْشَى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَأَ الْمَسْجِدُ وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ، أَوَّلُهُنَّ: أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ، فَقَالَ: هَذِهِ دَارِي، وَهَذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا، فَإِنَّ اللَّهَ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِوَجْهِ عَبْدِهِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، وَآمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ فِي عِصَابَةٍ، مَعَهُ صُرَّةٌ فِيهَا مِسْكٌ، فَكُلُّهُمْ يَعْجَبُ، أَوْ يُعْجِبُهُ رِيحُهَا، وَإِنَّ رِيحَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَقَالَ: أَنَا أَفْدِيهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فَفَدَى نَفْسَهُ مِنْهُمْ، وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللَّهَ، فَإِنَّ

مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ: السَّمْعُ، وَالطَّاعَةُ، وَالْجِهَادُ، وَالْهِجْرَةُ، وَالْجَمَاعَةُ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ، وَمَنِ ادَّعَى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟ قَالَ: وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللّٰهِ".

ترجمہ: سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ قریب تھا کہ وہ اس حکم کی تعمیل میں سستی وتاخیر کریں عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دو کہ وہ بھی اس پر عمل کریں، یا تو تم ان کو حکم دو یا پھر میں ان کو حکم دیتا ہوں۔ یحییٰ نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپ نے ان امور پر مجھ سے سبقت کی تو میں زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں یا عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جاؤں، پھر انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا، مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ لوگ کنگوروں پر بھی جا بیٹھے، پھر انہوں نے کہا: اللہ نے ہمیں پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تمہیں حکم دوں کہ تم بھی ان پر عمل کرو۔ پہلی چیز یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس آدمی کی ہے جس نے ایک غلام خالص اپنے مال سے سونا یا چاندی دے کر خریدا، اور (اس سے) کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا پیشہ (روزگار) ہے تو تم کام کرو اور منافع مجھے دو، سو وہ کام کرتا ہے اور نفع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو دیتا ہے، تو بھلا کون شخص یہ پسند کرسکتا

ہے کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو،

۲- اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے تو جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو۔ کیونکہ اللہ اپنا چہرہ نماز پڑھتے ہوئے بندے کے چہرے کی طرف رکھتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے،

۳- اور تمہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو ایک جماعت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ایک تھیلی ہے جس میں مشک ہے اور ہر ایک کو اس کی خوشبو بھاتی ہے۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے بڑھ کر ہے،

۴- اور تمہیں صدقہ وزکاۃ دینے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جسے دشمن نے قیدی بنا لیا ہے اور اس کے ہاتھ اس کے گردن سے ملا کر باندھ دیئے ہیں، اور اسے لے کر چلے تا کہ اس کی گردن اڑا دیں تو اس (قیدی) نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا زیادہ جو کچھ مال ہے میں تمہیں فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لینا چاہتا ہوں، پھر انہیں فدیہ دے کر اپنے کو آزاد کرا لیا،

۵- اور اس نے حکم دیا ہے کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ اس کی مثال اس آدمی کی مثال ہے جس کا پیچھا دشمن تیزی سے کرے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں پہنچ کر اپنی جان کو ان (دشمنوں) سے بچا لے۔ ایسے ہی بندہ (انسان) اپنے کو شیطان (کے شر) سے اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں بچا سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں بھی تمہیں ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے (۱) بات سننا (۲) (سننے کے بعد) اطاعت کرنا (۳) جہاد کرنا (۴) ہجرت کرنا (۵) جماعت کے ساتھ رہنا کیونکہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹا (علیحدہ ہوا) اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے باہر نکال پھینکا۔ مگر یہ کہ پھر اسلام میں واپس آجائے۔ اور جس نے جاہلیت کا نعرہ لگایا تو وہ جہنم کے ایندھنوں میں سے ایک ایندھن ہے۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے پوچھا: اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔ اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ تو تم اللہ کے بندو! اس اللہ کے پکار کی دعوت دو

جس نے تمہارا نام مسلم ومومن رکھا"۔

مزید اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ، حَتَّى يُقَالَ: هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللَّهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا، فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ".

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پائے تو کہے (آمَنْتُ بِاللَّه) ایمان لایا میں اللہ پر۔"

رب العالمین کی ذات کے تعلق سے جو شکوک وشبہات اور ابلیسی وسوسوں میں مبتلا ہوا نہیں نبوی وصیتوں پر عمل کا حکم دیا جائے، اور وہ پانچ وصیتیں ہیں جنہیں نوجوان نسل کا جاننا انتہائی ضروری ہے:

پہلی وصیت:

بندہ کہے: آمنت باللہ ورسلہ یعنی میں اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لایا۔

دوسری وصیت:

سورہ اخلاص پڑھ کر اس کے معانی پر غور کرے:

(قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ[1] اللَّهُ الصَّمَدُ[2] لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ[3] وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ) ترجمہ: کہہ دے وہ اللہ ایک ہے۔ [1] اللہ ہی بے نیاز ہے۔ [2] نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ [3] اور نہ کبھی کوئی ایک اس کے برابر کا ہے۔

تیسری وصیت:

یہ سب پڑھنے کے بعد تین بار بائیں جانب تھوک دے۔

چوتھی وصیت:

شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

پانچویں وصیت:

وہ ایسے وسوسوں سے خود کو الگ کرلے اور کوشش کرے گا تو ضرور ہوگا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس سے وہ وسوسہ دور ہو جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے۔

یہ دس احتیاطی تدابیر اور وسیلے تھے۔

اور جہاں تک اس تخریبی فکر کا مقابلہ کرنے میں دوسرے وسیلے کا تعلق ہے تو وہ علاج ہے یعنی اس شخص کا علاج جو الحاد کی گندی کھائی میں گر چکا ہو اور یہ دو میں سے کوئی ایک ہوگا:

* - وہ مسلمان جس کے سامنے الحادی شبہات واعتراضات پیش آئے اور وہ ان میں واقع ہوگیا مگر وہ الحاد کی طرف دوسروں کو نہ دعوت دیتا ہے اور نہ ہی وہ شریعت کا مذاق اڑاتا ہے۔

ایسے شخص کو ایمانی اور عقلی نصیحت کیا جائے اور حکمت پر مبنی نرم اسلوب میں سمجھا کر اس فکر کو اس کے ذہن و دماغ سے نکالنے کی کوشش کی جائے، اور اسکے لئے ماہر باعلم تجربہ کار داعی کی ضرورت ہے نہ کہ جاہل جو معاملے کو مزید بگاڑنے کا سبب بن جائے۔

ساتھ ہی جسے نصیحت کی جارہی ہے اور جسکی فکر کو شیاطین نے اچک لیا ہے اسکے ساتھ رحمت، شفقت اور نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔

* - دوسرا وہ شخص ہے جو سرکش ہو الحاد کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہو، اس کے لئے دلیلیں اور حجتیں قائم کرتا ہو، شریعت اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا ہو تو ایسے شخص کا رد کرنا واجب ہے اسکے باطل پر خاموش رہنا بالکل جائز نہیں ہے۔

یہ اس تعلق سے عام اصول ہے مگر تفصیلی طور پر اگر دیکھا جائے تو اسکے لئے کچھ ضوابط ہیں جنکی رعایت ضروری ہے:

پہلا ضابطہ:

ملحدین پر رد کرنے اور انکے شبہات کا جواب دینے میں حکمت اور مصلحت کی رعایت کی جائے گی، کیونکہ یہ موضوع بہت ہی خطرناک اور سنگین ہے، کبھی حکمت اس بات میں ہوتی ہے کہ ان شبہات سے اعراض کرلیا جائے تاکہ وہ شبہہ از خود مر جائے، اس کے قائلین کا نام تک ذکر نہ کیا جائے اور نہ ہی عوام کو اس سے واقف کرایا جائے۔ اور حکمت کبھی اس بات میں ہوتی ہے کہ ان شبہات کا رد کیا جائے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔

دوسرا ضابطہ:

ضروری ہے کہ وہ جواب بہت ہی قوی ہو، کیونکہ کمزور جواب مفید ہونے کی بجائے الٹا نقصان دہ ہو جاتا ہے، اس تعلق سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے: جو ملحدین اور بدعتیوں سے مناظرہ کرتا ہے اگر وہ ایسا مناظرہ نہ کرے جو انکی جڑ کاٹ دے تو گویا اس نے اسلام کا حق ادا نہیں کیا، اور نہ ہی علم و ایمان کے ساتھ وفاداری کی اور نہ ہی اسکے کلام سے دل کو سکون اور قرار حاصل ہوگا، اور نہ ہی اس سے علم و یقین کا فائدہ ہوگا۔

تیسرا ضابطہ:

ملحدین پر جو بھی رد کیا جائے وہ اہل سنت کے اصول اور قواعد کے مطابق ہو کیونکہ تتبع سے یہ پتہ چلا ہے کہ اکثر ردود اور جوابات کی بنیاد علم کلام اور منطق پر مبنی ہیں نیز بدعتی اصولوں سے جواب دیا گیا ہے جو ایک طرف انتہائی کمزور ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کے عقیدے کیلئے یہ جواب خود بہت ہی نقصان دہ ہیں۔

چوتھا ضابطہ:

جہاں تک ممکن ہو ایک ملحد کے ساتھ مناظرہ کرنے میں انفرادیت کا خیال کیا جائے اسے علی الاعلان نہ کیا جائے، کیونکہ اس سے مفسدہ کا اندیشہ ہے۔

پانچواں ضابطہ:

مناظرہ کے وقت سب سے اہم یہ ہیکہ مناظرہ کے وقت ایک مسلمان یہ کوشش کرے کہ مناظرہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھے اور وہاں زیادہ سے زیادہ سوال کرے، مدمقابل کو سوال کا موقع نہ دے، یہ مجرب نسخہ ہے، اسی میں مصلحت زیادہ ہے۔

چھٹا ضابطہ:

ملحدین سے مناظرہ وہی کرے جو اسکے لئے مکمل تیاری کر چکا ہو، وہ انکے شبہات اور ابلیسی مغالطات کو اچھی طرح جانتا ہو تا کہ وہ جیسے ہی کسی مغالطے کو پیش کریں فوراً اس کا جواب دیکر اعتراض پیش کردے۔

خاتمہ

اختتام پر اہل علم کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کروں گا:

پہلی گزارش:

کوئی علمی فاؤنڈیشن یا ادارہ جو قابل اعتماد ہو معاصر الحاد اور اسکا مقابلہ کرنے کے بارے میں ایک کانفرنس قائم کرے، جس میں ملحدین کے شبہات اور ابلیسی مغالطات و اعتراضات کا حکمت پر مبنی معقول اور علمی جواب دیا جائے۔

دوسری گزارش:

نوجوانوں پر الحاد کا اثر کس قدر ہو رہا ہے نیز الحادی شبہات کی زد میں کتنے لوگ آچکے اس پر تحقیق اور ریسرچ ہونی چاہیئے اور اس پر سروے کرانا چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں ہمارے یہاں نہ ہونے کے برابر ہیں، اور ساتھ ہی ان سے نپٹنے کے وسائل پر غور کرنا چاہیئے۔

تیسری گزارش:

تعلیم کے اعلی مراحل میں عقیدہ، دعوہ، ثقافہ اور تربیت کے طلبہ سے تخریب کاری پر مبنی الحادی افکار ونظریات کا مقابلہ کرنے کے لئے دقیق علمی مقالات اور رسالے تحریر کروانا چاہیئے۔

چوتھی گزارش:

وہ طلبہ اور دعاۃ جو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر وقت دیتے ہیں انہیں یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ الحادی شبہات و اعتراضات کا ہر ممکن طریقے سے جواب دیں، اور ملحدین کا مقابلہ کریں۔

پانچویں گزارش:

یونیورسٹیوں کے اندر شعبہ عقیدہ میں ایسے علمی مناہج اور پروگرامز تیار کئے جائیں جو طلبہ کو اس لائق بنا سکیں کہ وہ اس الحادی فکر کا مقابلہ کرسکیں، کیونکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

چھٹی گزارش:

نوجوانوں کو تعلیمی نصاب یا خارجی مطالعہ کے ذریعے اس موضوع پر ایسی کتاب پڑھانا چاہیئے جس کا اسلوب علمی اور مبنی برحکمت ہو، اس کے لئے میں شیخ عبدالرحمن ابن سعدی رحمہ اللہ کی کتاب: (الادلۃ القواطع والبراھین فی ابطال أصول الملحدین) کا مشورہ دوں گا، اس کتاب کی خوبی یہ ہیکہ اس میں شبہات کو پیش نہیں کیا گیا ہے مگر جو اسے پڑھے گا وہ اپنے ایمان پر فخر کرے گا اور الحاد میں جانے سے محفوظ رہے گا۔

آخر میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے اور ہماری زبانوں کو اپنے ذکر سے تر کر دے، ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے، اور ہمیں ہر قسم کے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔

واللہ تعالی اعلم، وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
عرض مترجم	۳
تقدیم	۸
مقدمہ	۹
الحاد کیا ہے؟	۱۴
الحادی مکاتب فکر	۲۰
پہلا محور: الحاد کے اسباب	۲۳
دوسرا محور: الحاد کے ارکان اور اسکی بنیادیں	۲۷
پہلی بنیاد: تجربی اور علمی نظریات	۲۸
بگ بینگ نظریہ	۳۳
دوسری بنیاد: فلسفیانہ نظریات	۳۹
تیسرا محور: اشاعت الحاد کے وسائل	۵۹
چوتھا محور: الحاد کا مقابلہ کرنے کے وسائل	۶۶
خاتمہ	۸۱
فہرست موضوعات	۸۳

تمت بالخیر